انہ من سلیمن وانہ بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعونہ سبحانہ وتعالےٰ رسالہ مفیدہ

ثبات الستور لذوات الخدور

از افادات

حضرت مجدد الملت، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب قدس اللہ سرہٗ

مع شرح

القول المیسور فی تسہیل ثبات الستور

از حضرت مولانا ظفر احمد صاحب تھانوی دامت برکاتہم

در ماہ رجب ۱۳۶۵ھ بانتظام احقر العباد
محمد زکی عفی عنہ

مکتبہ اشرف العلوم شعبہ دار الاشاعت

محمد انور

(مطبوعہ کمال پرنٹنگ پریس دہلی)

تمہید

جناب اڈیٹر صاحب الانصار دیوبند نے عورتوں کے پردۂ مروجہ کے متعلق ایک سوال حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی دام ظلہم کی خدمت میں بھیجا تھا تاکہ اوس کے متعلق شریعت کا حکم معلوم کیا جاوے چنانچہ حضرت نے اوسکا جواب نہایت جامع و مدلل تحریر فرماکر ارسال فرمادیا تھا جو الانصار مورخہ ۲۴ جون ۲۶ء میں شائع بھی ہوچکا ہے اوس جواب کو دیکھکر بعض خیرخواہان دین کی خواہش ہوئی کہ اس کی تسہیل شرح سے ہوجاوے تو بہتر ہے کیونکہ عام طور پر دین اور علوم دین سے اسقدر بے تعلقی ہوگئی ہے کہ مضامین دینیہ کا سمجھنا لوگوں پر بہت ہی مشکل ہوگیا ہے چنانچہ حضرت نے اسکو منظور فرمایا اور برادر مکرم مولوی ظفر احمد صاحب کو تسہیل کا امر فرمایا چنانچہ برادر ممدوح نے نہایت خوبی کیساتھ اوس جواب کی تسہیل فرمادی اور اصل جواب میں بھی حضرت نے جابجا اضافہ ضروری فرمایا اور اوسکی ساتھ ایک تتمہ ایک ضمیمہ بھی ملحق فرمایا اور اصل جواب کا نام اثبات الستور لذوات الخدور رکھا اور اوسکی تسہیل کا نام القول الیسور فی تسہیل اثبات الستور لذوات الخدور تجویز فرمایا اب علی الترتیب اول اڈیٹر صاحب الانصار کا سوال اور پھر بطور متن کے اصل جواب اور اسکے نیچے بطور شرح کے اوسکی شرح نقل کیجاتی ہے جس سے امید ہے کہ طالب حق کی تو تسلی ہوجاویگی ہاں جو لوگ ایک رائے قائم کرچکے ہیں اور دین سے بے تعلقی اختیار کرچکے ہیں اور حیا و شرم کو بالائے طاق رکھ چکے ہیں اون کیلئے ایسے ایسے ہزارہا رسالے بھی کافی نہیں ہوسکتے امید ہے کہ اس پوری تحریر کو نظر انصاف سے ملاحظہ فرماویں گے اور پردہ جو مستورات کے لئے مایۂ ناز اور محافظ عصمت ہے اس میں کمی فرماکر خسر الدنیا والآخرہ کا مصداق نہ بنیں گے والسلام

احقر مدیر

رسالہ ثبات الستور

لذوات الخدور

مشتمل بر اصل سوال و جواب

سوال - حضرت مولانا دام ظلکم العالی - السلام علیکم ورحمۃ اللہ مزاج اقدس چند سوالات بھیجتا ہوں امید کہ جناب ان کے جوابات سے مشرف فرمائیں گے -

(۱) پنجاب میں شریف عورتیں بلا استثناء برقعہ اوڑھ کر پیدل یا تانگہ میں سوار ہو کر رشتہ داروں سے ملنے یا دوسری دینی و دنیاوی ضرورتوں سے بے تکلف باہر جاتی ہیں اسے وہاں کوئی معیوب نہیں سمجھتا کیونکہ وہاں پردہ کا مفہوم یہی ہے کہ عورت اپنا چہرہ جسم اور زینت غیر محرموں سے مخفی رکھے اور وہاں شرفاء و اراذل میں مابہ الامتیاز چیز یہی ہے کہ ادنیٰ طبقہ کی عورتیں کھلے چہرہ پھرتی ہیں - شریف خواتین برقعہ اوڑھکر جاتی ہیں غرض پردہ مروجہ شرفائے پنجاب شرعی پردہ کہلا سکتا ہے یا نہیں اور اگر نہیں تو ان کے پردے میں شرعی محذور و قباحت کیا ہے -

(۲) یہاں دیوبند میں دیکھا گیا کہ شریف عورتیں نقاب و تستر کیساتھ باہر نکلنا بھی معیوب خیال کرتی ہیں اور اس سے اجتناب کیا جاتا ہے کیا مسلمات ایسے ہی پردے کی مامور ہیں یا چہرہ اور جسم چھپا کر باہر نکلنے کی اجازت ہے -

(۳) اگر ہر جوان عورت کے لئے غیر محرموں سے چہرہ چھپانا واجب اور ضروری ہے تو گھر کی خادمائیں اور باندیاں جو زر خرید نہیں ہوتیں اس حکم سے مستثنیٰ ہیں یا نہیں؟ بصورت اوّل استثنار کی شرعی دلیل کیا ہے؟ و بصورت ثانی گھر کے مرد جوان کے چہروں کی طرف بلا تکلف دیکھتے اور ان سے ہم کلام ہوتے ہیں اس کا شرعی حکم کیا ہے -

(۴) بعض گھروں میں جوان یا بڈھے مرد کام کاج کے لئے نوکر رکھے جاتے ہیں اگر کسی فتنہ کا خوف نہ ہو تو گھر کی مستورات کا ان کے سامنے چہرہ کھولنا شرعاً کیا حکم رکھتا ہے

(۵) سیاہ فام بدصورت جوان عورت جس کے چہرہ کھولنے میں کسی فتنہ کا خوف نہیں اگر وہ چہرہ نہ چھپائے تو اس میں کیا مضائقہ ہے۔

(۶) کسی سلیم الفطرت۔ مامون عن الشہوت جوان آدمی کا کسی غیر محرم خوبصورت جوان عورت سے بلا ضرورت شدید ہم کلام ہونا اور گفتگو کرتے ہوئے بلا شہوت اس کے چہرہ کی طرف دیکھنا جائز ہے یا نہیں بصورت ثانی عدم جواز کی دلیل کیا ہے یہ بات پیش نہاد خاطر اطہر رہے کہ بعض صحابیات کھلے چہرے کے ساتھ حضور سیّد العرب والعجم صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے حاضر ہوتی تھیں اور خاکسار کو اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ملا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی انہیں پردہ کا حکم دیا ہو۔

(۷) بعض لوگوں کا خیال ہے کہ آیت حجاب صرف امہات المومنین کے لئے نازل ہوئی تھی عامۂ مسلمات اس حکم میں داخل نہیں ہیں کیا یہ خیال صحیح ہے

والسّلام (خاکسار ابو القاسم) ۸ر جون

جواب منجانب حضرت حکیم الامتہ دام ظلہم العالی

اوّل ایک مقدمہ عرض کرتا ہوں پھر ہر سوال کا جواب عرض کرونگا۔ مقدمہ یہ ہے کہ مسلمہ حرہ مراہقہ یا بالغہ شابہ یا عجوز کے ستر عن غیر المحارم کے تین درجہ ہیں۔

اوّل۔ بجز وجہ وکفین اور عند البعض بجز قدمین بھی تمام بدن کپڑے سے چھپانا اور یہ درجہ ادنیٰ ہے۔

ثانی۔ وجہ وکفین وقدمین کو بھی برقع وغیرہ سے چھپانا اور یہ درجہ اوسط ہے

ثالث۔ پس دیوار یا پس پردہ آڑ میں رہنا اور یہ اعلیٰ درجہ ہے اور یہ تینوں

رسالہ القول المیسور

فی تسہیل

ثبات الستور

مشتمل بر شرح وتسہیل اصل جواب

مسلمان عورت جو آزاد ہو زرخرید باندی نہ ہو بالغ ہو چکی ہو یا بالغ ہونے کے قریب ہو جوان ہو یا بوڑھی اس کے لئے اجنبی مردوں سے پردہ کرنے کے تین درجے ہیں ایک[1] یہ کہ بجز چہرہ اور ہتھیلیوں کے اور بعض کے نزدیک بجز پیروں کے بھی باقی تمام بدن کو کپڑے سے چھپایا جائے اور یہ ادنیٰ درجہ کا پردہ ہے۔

دوسرے[2] یہ کہ چہرہ اور ہتھیلیوں اور پیروں کو بھی برقع وغیرہ سے چھپایا جائے یہ درمیانی درجہ کا پردہ ہے۔ تیسرے[3] یہ کہ عورت دیوار یا پردہ کے پیچھے آڑ میں رہے کہ اس کے کپڑوں پر بھی اجنبی مردوں کی نظر نہ پڑے یہ اعلیٰ درجہ کا پردہ ہے اور یہ تینوں درجے قرآن وحدیث میں مذکور ہیں اور شریعت میں ان کا حکم موجود ہے چنانچہ آیت ولا یبدین زینتھن الا ما ظھر منھا الخ اور حدیث یا اسماء

درجہ نصوص میں مذکور اور شرعاً مامور بہ ہیں چنانچہ آیت ولا یبدین زینتھن الا ما ظھر منھا الخ وفسر بالوجہ والکفین اور حدیث یا اسماء ان المرأۃ اذا بلغت المحیض لن یصلح ان یری منھا الا ھذا وھذا واشار الی وجھہ وکفیہ رواہ ابوداؤد میں اوّل درجہ کا ذکر ہے اور آیت یدنین[عہ] علیھن من جلابیبھن اور حدیث قالت امرأۃ یا رسول اللہ احدانا لیس لھا جلباب قال لتلبسھا صاحبتھا من جلبابھا متفق علیہ اور حدیث قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ترخی (المرأۃ الازار) شبرا فقالت (ام سلمۃ) اذا تنکشف اقدامھن قال فیرخین ذراعاً رواہ ابوداؤد میں دوسرے درجہ کا ذکر ہے[عسہ]

ان المرأۃ اذا بلغت المحیض لن یصلح ان یری منھا الا ھذا وھذا واشار الی وجھہ وکفیہ رواہ ابوداؤد میں پہلے درجہ کا ذکر ہے۔ ترجمہ آیت کا یہ ہے کہ عورتیں اپنی زینت (کے مواقع) کو ظاہر نہ کریں مگر جو ان میں سے (غالباً) کھلا ہی رہتا ہے جس کی تفسیر حدیث میں چہرہ اور ہتیلیوں کیساتھ کی گئی ہے (کہ ان کا کھولنا ضرورت کی وجہ سے مستثنیٰ ہے اور پیروں کو فقہاء نے قیاساً اس میں داخل کیا ہے) حدیث کا ترجمہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ اے اسماء جب عورت بالغ ہوجائے تو سوا اس کے اور اس کے اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے چہرہ اور ہتیلی پر اشارہ فرمایا اور کسی عضو کا اجنبی مردوں کے سامنے کھولنا جائز نہیں اس کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور ایک آیت میں ہے یدنین علیھن من جلابیبھن کہ عورتیں اپنے اوپر چادریں ڈال لیا کریں

عہ ولا یغرنک ما قالہ بعض اھل التلبیس من التعارض بین الاحزاب والنور وتاخر الثانی عن الاول لان التعارض حیث لا یصح الجمع واذ لیس فلیس ۱۲ منہ

عسہ اسی باب میں یہ حدیث ہے جس کو ابوداؤد نے کتاب الجھاد باب فضل قتال الروم میں روایت کیا ہے عن قیس بن شماس قال جاءت امرأۃ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقال لھا ام خلاد وھی منتقبۃ تسئال عن ابنھا وھو مقتول فقال لھا بعض اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم جئت تسئالین عن ابنک وانت منتقبۃ فقالت ان ارزأ ابنی فلن ارزأ حیائی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لابنک لہ اجر شہیدین قالت ولم ذاک یا رسول قال لانہ قتلہ اھل الکتاب ۱۲ منہ

اور آیت وقرن فی بیوتکن اور آیت واذا سئالتموھن متاعاً فاسئلوھن
من وراء حجاب اور آیت لاتخرجوھن من بیوتھن ولایخرجن الآیۃ
اور حدیث قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لام سلمۃ ومیمونۃ
احتجبا منہ رای من ابن مکتوم فقلت یا رسول اللہ الیس ھو اعمی
لایبصرنا فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم افعمیا وان انتما
الستما تبصرانہ رواہ احمد والترمذی وابوداؤد اور حدیث ثم
قال لسودۃ بنت زمعۃ احتجبی منہ لما رای من شبھہ لعتبۃ الخ

اور ایک حدیث میں جس کو بخاری ومسلم نے روایت کیا ہے وارد ہے کہ ایک عورت نے کہا یا رسول اللہ اگر ہم میں سے کسی کے پاس چادر نہ ہو (تو عید کی نماز کو کیونکر جائے) حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی ساتھ والی اسکو اپنی چادر اڑھا دے اور ایک حدیث میں ہے جس کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت اپنی ازار کو (پنڈلی سے) ایک بالشت نیچے لٹکائے تو حضرت ام سلمہ نے عرض کیا کہ اس صورت میں اُن کے پیر کھلے رہیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو ایک ہاتھ لٹکا لیا کرے ان احادیث وآیت میں پردہ کے دوسرے درجہ کا ذکر ہے۔ اور ایک آیت میں ہے وقرن فی بیوتکن (اور اے بیبیو! تم اپنے گھروں میں رہا کرو) اور ایک آیت میں ہے واذا سألتموھن متاعاً فاسألوھن من وراء حجاب (اور جب تم عورتوں سے کوئی چیز استعمال کے لئے مانگو تو پردہ کی آڑ میں ہوکر مانگو) اور ایک آیت میں ہے ولاتخرجوھن من بیوتھن ولایخرجن الآیۃ (اور عورتوں کو اُن کے گھروں سے باہر نہ نکالو اور نہ خود نکلیں) اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے (حضرت ام سلمہ ومیمونہ رضی اللہ عنہما سے) فرمایا کہ ان سے پردہ کرو (یعنی عبد اللہ بن ام مکتوم نابینا سے) حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا وہ اندھا نہیں ہے جو ہم کو دیکھ نہیں سکتا تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا پھر تم بھی اندھی ہو کیا تم اس کو نہیں دیکھتیں اس کو امام احمد و ترمذی وابوداؤد نے روایت کیا ہے اور ایک حدیث میں ہے کہ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت سودہ بنت زمعہ سے فرمایا کہ تم اس سے (یعنی

عہ وعمہ حاشیہ صد ۶ میں ملاحظہ ہو ۱۲

اور حدیث المرأۃ عورۃ فاذا خرجت استشرفها الشیطان رواہ الترمذی
میں تیسرے درجہ کا ذکر ہے تو ان نصوص سے ان سب درجوں کا مامور بہ اور واجب
ہونا ثابت ہوگیا البتہ ان میں اتنا تفاوت ہے کہ درجہ اولیٰ کا وجوب لذاتہ ہے اور
ثانیہ وثالثہ کا وجوب لغیرہ مگر یہ تفاوت اشتراک وجوب کو مضر نہیں جیسا فرض علمی و
فرض عملی میں درجہ کا تفاوت ہوتا ہے مگر نفس فرضیت دونوں میں مشترک ہے
اور چونکہ درجہ اولیٰ کا وجوب لذاتہ ہے کسی عارض کے سبب نہیں اس لئے اس کا حکم
شواب وعجائز سب کے لئے عام ہے یعنی بجز وجہ وکفین کے کسی حصۂ بدن
وغیرہ کا کشف اجنبی کے روبرو عجائز کو بھی جائز نہیں اور درجہ ثانیہ وثالثہ کا

زمعہ کے باندی زادہ سے) پردہ کرو (حالانکہ آپ نے فیصلہ یہ کیا تھا کہ یہ لڑکا زمعہ ہی کا ہے
کیونکہ اس کی باندی کے بطن سے ہے مگر حضرت سودہ کو اس سے پردہ کا) اس لئے حکم
دیا) کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اس لڑکے میں عتبہ کی مشابہت زیادہ پائی (اور عتبہ کا
دعویٰ یہ تھا کہ یہ لڑکا میرا ہے جو قانون شرعی سے رد کر دیا گیا تھا راوی کہتے ہیں کہ حضور
صلے اللہ علیہ وسلم کے اس حکم کے بعد اس لڑکے نے عمر بھر حضرت سودہ کو نہیں دیکھا اسکو
بخاری وغیرہ نے روایت کیا ہے) اور ایک حدیث میں ہے المرأۃ عورۃ فاذا خرجت
استشرفها الشیطان کہ عورت پردہ میں رہنے کی چیز ہے جب وہ باہر نکلتی ہے تو
شیطان اسکو تاکتا ہے (اور اس کے درپے) ہوتا ہے اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے
ان آیات واحادیث میں پردہ کے تیسرے درجہ کا ذکر ہے۔ ان سب آیات واحادیث
سے پردہ کے تینوں درجوں کا واجب لازم ہونا ثابت ہوگیا اور یہ کہ شریعت نے ان
سب درجوں کا حکم کیا ہے البتہ ان میں اتنا تفاوت ضرور ہے کہ پہلا درجہ اپنی ذات سے
واجب ہے اور دوسرا تیسرا درجہ کسی عارض کی وجہ سے واجب ہے مگر اس تفاوت سے
یہ لازم نہیں آتا کہ ان تینوں میں سے کوئی درجہ واجب نہ رہے بلکہ اس تفاوت کے ساتھ
بھی تینوں درجے واجب ہیں کیونکہ درجات کے تفاوت سے نفس وجوب پر کوئی اثر نہیں
پڑتا جیسا فرض اعتقادی اور فرض عملی میں درجہ کا تفاوت ہوتا ہے مگر فرض دونوں ہیں
اور نفس فرضیت دونوں میں موجود ہے اور چونکہ پہلا درجہ اپنی ذات سے واجب ہے

وجوب چونکہ لغیرہ ہے اس لئے یہ وجوب اس غیر کے ساتھ دائر ہوگا اور وہ غیر احتمال فتنہ ہے یدل علیہ قولہ علیہ السلام استشرفہا الشیطان الحدیث وقولہ تعالیٰ فیطمع الذی فی قلبہ مرض پس محل فتنہ میں تو ان دو درجوں کا وجوب ہوگا اور غیر محل فتنہ میں ان کا وجوب نہ ہوگا اور اس محل فتنہ کی تعیین ہماری رائے پر نہیں رکھی گئی بلکہ اس کا فیصلہ بھی خود ہی فرمادیا گیا چنانچہ ارشاد ہے۔ والقواعد من النساء اللاتی لا یرجون نکاحا فلیس علیہن جناح ان یضعن ثیابہن غیر متبرجات بزینۃ وان یستعففن خیر لہن جس کا حاصل یہ ہے کہ جو عورتیں سن ایاس کو پہنچ

اس لئے اس کا حکم بھی جوان اور بوڑھی عورتوں سب کو عام ہے یعنی بجز چہرہ اور ہاتھوں کے باقی بدن یا سر کے کسی حصہ کا اجنبی کے سامنے کھولنا بوڑھی عورتوں کو بھی جائز نہیں اور دوسرے تیسرے درجہ کا پردہ چونکہ عارض کیوجہ سے واجب ہے اس لئے ان کے واجب ہونیکا مدار اس عارض ہی پر ہے جہاں وہ عارض موجود ہوگا وہاں یہ درجے واجب ہونگے اور جہاں عارض موجود نہ ہوگا وہاں یہ درجے بھی واجب نہ ہوں گے اور وہ عارض فتنہ کا اندیشہ ہے جس کی دلیل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے استشرفہا الشیطان الحدیث کہ جب عورت باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کو تاکتا ہے نیز حق تعالیٰ کا یہ ارشاد بھی اس کی دلیل ہے فیطمع الذی فی قلبہ مرض کہ جس کے دل میں خرابی ہے وہ ہوس کرنے لگے گا رہا یہ کہ فتنہ کا اندیشہ کہاں ہے اور کہاں نہیں اس کی تعیین ہماری رائے پر نہیں رکھی گئی بلکہ قرآن میں اس کا فیصلہ بھی خود ہی فرمادیا گیا چنانچہ ارشاد ہے والقواعد من النساء التی لا یرجون نکاحا فلیس علیہن جناح ان یضعن ثیابہن غیر متبرجات بزینۃ وان یستعففن خیر لہن (ترجمہ) اور بڑی بوڑھی عورتیں جنکو نکاح کی کچھ امید نہ رہی ہو ان کو اس بات میں کوئی گناہ نہیں کہ وہ اپنے (زائد) کپڑے اتار رکھیں (جن سے چہرہ وغیرہ چھپایا جاتا ہے) بشرطیکہ زینت (کے مواقع) کا اظہار نہ کریں اور اس سے بھی احتیاط رکھیں تو ان کے لئے اور زیادہ بہتر ہے حاصل اسکا یہ ہے کہ جو بوڑھی عورتیں نکاح کے قابل نہیں رہیں ان کو زینت ظاہر کرنے کی تو اجازت نہیں جس سے مراد تمام بدن

گئی ہوں ان کو اظہار زینت کی تو اجازت نہیں جس کی تفسیر تمام بدن ہے بجز وجہ وکفین کے جیسا دوسری آیت میں ہے لا یبدین زینتہن الا ما ظہر منہا لیکن اور ثیاب زائدہ جن سے منہ ہاتھ چھپایا جاتا ہے اگر اتار دیں تو گناہ نہیں لیکن اگر یہ عجائز بھی ان درجوں پر عمل رکھیں تو مستحسن ان کے لئے بھی ہے وان یستعففن

ہاں چہرہ اور ہتھیلیاں کھولنے کی اجازت ہے جیسا دوسری آیت میں ہے ولا یبدین زینتہن الا ما ظہر منہا جکی تفسیر اوپر گذر چکی ہے پس بوڑھی عورتیں اگر ان زائد کپڑوں کو اجنبی کے سامنے اتار دیں جن سے منہ ہاتھ چھپایا جاتا ہے (جیسے برقع و چادر) تو اس میں گناہ نہیں لیکن اگر یہ بڑی بوڑھی اس سے بھی احتیاط رکھیں اور دوسرے اور تیسرے درجہ کا پردہ اختیار کریں تو مستحب ان کے لئے بھی یہی ہے وان یستعففن خیر لہن کا مطلب یہی ہے۔ اس آیت نے تبلادیا کہ فتنہ کا اندیشہ صرف ان بوڑھی عورتوں میں موجود نہیں ہے جو نکاح کے قابل نہیں رہیں اور ان کے سوا جوان اور ادھیڑ عورتوں سے اندیشۂ فتنہ کی نفی نہیں کیگئی بلکہ اُن میں یہ اندیشہ موجود ہے اور یہی وہ عارض ہے جس پر دوسرے اور تیسرے درجہ کے واجب ہونے کا مدار تھا۔ اور جب شارع نے جوان اور ادھیڑ عورتوں کے بارہ میں یہ حکم کردیا کہ ان میں فتنہ کا اندیشہ موجود ہے اب کسی کو اپنی رائے سے یہ کہنے کا اختیار نہیں کہ ان میں فتنہ کا اندیشہ موجود نہیں لقولہ تعالیٰ وما کان لمؤمن ولا مؤمنۃ اذا قضی اللہ ورسولہ امراً ان یکون لہم الخیرۃ من امرہم اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ کسی ایماندار مرد اور کسی ایماندار عورت کو گنجائش نہیں جبکہ اللہ اور اس کا رسول کسی کام کا حکم دیدیں تو ان کو اس کام میں کوئی اختیار (باقی) رہے (یعنی اختیار باقی نہ رہے گا بلکہ اس پر عمل کرنا ہی واجب ہوتا ہے) یہ تفاوت تو ان درجوں میں احتمال فتنہ کے شرط ہونے اور شرط نہ ہونے کے اعتبار سے تھا کہ پہلے درجہ کے واجب ہونے میں احتمال فتنہ شرط نہیں بلکہ وہ ہر حال میں واجب ہے۔ اور دوسرے اور تیسرے درجہ کے واجب ہونے کے لئے احتمال فتنہ شرط ہے۔ ایک تفاوت ان درجوں میں اور ہے جس کے سمجھنے کے لئے اوّل اس بات کا جاننا ضروری ہے کہ پردہ کے ان تینوں درجوں میں یہ بات مشترک ہے کہ ضرورت کے مواقع ان سے مستثنیٰ ہیں جس کی دلیل بخاری کی یہ حدیث ہے

کا بھی مدلول ہے اور اس آیت نے بتلا دیا کہ اس عارضی یعنی احتمال فتنہ کو صرف
عجائز در دبیبن سے منفی قرار دیا گیا ہے غیر عجائز یعنی شواب وکہول سے
بڑھیا کھوسٹ ۱۲
منفی نہیں ہے بلکہ ان میں وہ عارض ثابت ہے اور جب شارع نے شواب
وکہول میں احتمال فتنہ کے وجود کا حکم کر دیا اب کسی کو اپنی رائے سے اس کی
نفی کرنے کا اختیار نہیں لقولہ تعالیٰ وما کان لمؤمن ولا مؤمنۃ اذا
قضی اللہ ورسولہ امراً ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم ط یہ تو ان
درجوں میں تفاوت تھا باعتبار اشتراط وعدم اشتراط احتمال فتنہ کے کہ درجہ
اولیٰ میں احتمال فتنہ شرط وجوب نہیں اور درجہ ثانیہ وثالثہ میں شرط وجوب ہے
اور ایک تفاوت ان میں باعتبار تاثیر ضرورت کے ہے یعنی نفس استثنا بوقع
ضرورت تو سب میں مشترک ہے۔ حدیث بخاری اس کی دلیل ہے۔ عن
عائشۃ رض قالت خرجت سودۃ بعد ماضرب الحجاب لحاجتھا
الیٰ قولھا فقالت یارسول اللہ انی خرجت لبعض حاجتی فقال لی
عمر کذا وکذا (یعنی اما واللہ ما تخفین علینا) قالت فاوحی
اللہ الیہ فقال انہ قد اذن لکن ان تخرجن لحاجتکن (تفسیر
سورۃ الاحزاب) مگر پھر ان میں باہم یہ تفاوت ہوگا کہ درجہ اول میں جس کا
وجوب عام ہے شواب وکہول وعجائز کے لئے اشد ضرورت میں استثنا ہوگا
مثل تداوی وغیرہ یعنی بدون ایسی اشد ضرورت کے کشف بدن اجنبی کے روبرو
نہ شواب وکہول کو جائز ہوگا نہ عجائز کو اور درجہ ثانیہ میں جس کا وجوب خاص ہے

لہ جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ پردہ کا حکم نازل ہونے کے بعد حضرت
سودہ رض قضاء حاجت کے لئے نکلیں پھر کچھ قصہ اس کا بیان کر کے فرمایا کہ حضرت سودہ
نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں اپنی ایک حاجت
کے لئے باہر نکلی تھی تو مجھ کو حضرت عمر رض نے ایسا ایسا کہا (یعنی یوں کہا کہ اے سودہ

شواب وکہول کے ساتھ شدید غیر اشد ضرورت میں بھی استثنا رہو جائے گا
یعنی اجنبی کے روبرو وجہ وکفین کا کھولنا عجائز کو تو جائز ہوگا گو ترک مستحب
ہوگا کما ذکر اور شواب و کہول کو بدون ضرورت شدیدہ حرام ہوگا فقہار کا یہ
حکم اسی اصل پر ہے وتمنع الشابۃ وجوبا عن کشف الوجہ بین الرجال
لا لانہ عورۃ بل لخوف الفتنۃ کذا فی الدر المختار وغیرہ واللفظ
للدر اور ضرورت میں جائز ہوگا بشرطیکہ دوسرے موانع نہ پائے جائیں مثل مس

خدا کی قسم تم ہم سے چھپ نہیں سکتیں مطلب یہ تھا کہ تم کو باہر نہ نکلنا چاہیئے کیونکہ
تم چادر برقعہ پہنکر بھی کسی سے چھپ نہیں سکتیں، حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں کہ
اس کے بعد وحی نازل ہوئی اور آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ضرورت کے واسطے
نکلنے کی تم کو اجازت دیدی ہے (تفسیر سورۃ الاحزاب) مگر ان تینوں درجوں میں اس
اعتبار سے تفاوت ہے کہ کونسی ضرورت کس درجہ میں مؤثر ہے اور کس درجہ میں
مؤثر نہیں چنانچہ پہلا درجہ جو کہ جوان اور ادھیڑ اور بوڑھی سب عورتوں پر واجب
ہے اس سے بہت سخت مجبوری کی حالت مستثنیٰ ہے جیسے علاج معالجہ کی ضرورت
یعنی بدون ایسی سخت ضرورت کے اجنبی کے سامنے بدن کا کھولنا نہ جوان اور
ادھیڑ کو جائز ہے نہ بوڑھی عورتوں کو اور دوسرے درجہ سے جو کہ صرف جوان اور
ادھیڑ عورتوں پر واجب ہے بوڑھوں پر واجب نہیں سخت مجبوری کی صورت
مستثنیٰ ہے گو بہت سخت مجبوری نہ ہو یعنی اجنبی مرد کے سامنے چہرہ اور ہاتھ
کا کھولنا بوڑھی عورتوں کو تو جائز ہوگا گو چھپانا ان کو بھی مستحب ہے جیسا پہلے
مذکور ہوا اور جوان اور ادھیڑ عورتوں کو بدون سخت مجبوری کے اجنبی کے سامنے
چہرہ اور ہاتھ کا کھولنا حرام ہوگا چنانچہ فقہار کا یہ حکم اسی قاعدہ پر مبنی ہے وتمنع
الشابۃ وجوبا عن کشف الوجہ بین الرجال لا لانہ عورۃ بل لخوف الفتنۃ
کذا فی الدر المختار وغیرہ واللفظ للدر (ترجمہ) اور جوان عورت کو مردوں
کے سامنے چہرہ کھولنے سے وجوب کے درجہ میں منع کیا جائیگا نہ اس وجہ سے کہ
چہرہ ستر بالذات میں داخل ہے بلکہ اس وجہ سے کہ جوان عورت کے چہرہ کھولنے
میں فتنہ کا اندیشہ ہے (تو ستر للعارض ہوا) یہ در مختار کے الفاظ ہیں اور یہ مسئلہ
فقہ کی دوسری کتابوں میں بھی مذکور ہے اور سخت مجبوری کی حالت میں:

ونظر وخلوت کہ ان سب کی حرمت منصوص ہے اور حدیث لعن اللہ الناظر والمنظور الیہ میں جو منظور الیہ پر لعنت آئی ہے وہ اسی صورت میں ہے۔ جب بلا ضرورت کشف وجہ وغیرہ ہو ورنہ منظور الیہ معذور ہے اور وجہ ثالثہ میں ضرورت غیر شدیدہ میں بھی بشرطیکہ ضرورت کا درجہ باقی رہے (جسکی تفسیر یہ ہے کہ بدون اس کے کوئی معتدبہ ضرر وحرج لاحق ہوجائیگا) استثنا ہو چکا یعنی تمام بدن چھپا کر برقع کے ساتھ گھر سے نکلنا شواب وکہول کے لئے بدون ایسی ضرورت کے تو ناجائز ہوگا اور ایسی ضرورت میں جائز ہوگا اور دونوں رخصول یعنی درجہ ثانیہ وثالثہ کی رخصت میں چونکہ احتمال فتنہ کا بھی ہے گو ضرورت پر نظر کرکے اس کو موجب تنگی نہیں بنایا گیا مگر اس احتمال کا انسداد خاص احکام سے کر دیا گیا مثلاً ارشاد فرمایا گیا ان المرأۃ اذا استعطرت فمرت بالمجلس

چہرہ اور ہاتھ کا کھولنا جائز ہوگا بشرطیکہ کوئی دوسرا مانع نہ پایا جائے جیسے اجنبی مرد کا اس کو چھونا یا اس کا اس کو چھونا یا اجنبی مرد کو گھورنا یا اجنبی مرد کے ساتھ تنہائی میں بیٹھنا ملنا کہ ان سب کی حرمت شریعت سے ثابت ہے اور اس سخت مجبوری کی صورت میں اگر کوئی مرد اس کو گھورنے لگے تو اس سے عورت کو گناہ نہ ہوگا اور حدیث میں جو آیا ہے لعن اللہ الناظر والمنظور الیہ (مشکوٰۃ ص۲۷۰ نظامی) کہ اللہ تعالیٰ نے دیکھنے والے پر بھی لعنت کی ہے اور اس پر بھی جس کو دیکھا جائے تو یہ لعنت عورت پر اسی صورت میں ہے جبکہ اُس نے بدون سخت مجبوری کے اپنا چہرہ وغیرہ کھولا ہو ورنہ اگر سخت مجبوری سے اُس نے کھولا اور پھر کسی مرد نے اسکو گھورا تو اس گھورنے سے عورت کو گناہ نہ ہوگا اور تیسرے درجہ میں مجبوری کی حالت مستثنیٰ ہے گو سخت مجبوری یا بہت سخت مجبوری کی صورت نہ ہو مگر مجبوری کا درجہ موجود ہو اور اس مجبوری کے معنے یہ ہیں کہ اگر گھر سے یا پردہ سے نہ نکلیں تو کوئی غیر معمولی نقصان یا حرج لاحق ہوجائے ایسی ضرورت میں تمام بدن چھپا کر برقع کی ساتھ گھر سے نکلنا جوان اور ادھیڑ عورتوں کے لئے جائز ہوگا اور بدون ایسی مجبوری کے برقع کیساتھ تمام بدن چھپا کر بھی ان کو نکلنا جائز نہ ہوگا اور اس دوسرے

فہی کذا کذا یعنی زانیۃ اور مثلاً ارشاد فرمایا ولکن لیخرجن وھن تفلات
ابوداؤد جلد ا صفحہ ۸۱ پس خلاصہ ان سب احکام کا یہ ہوا کہ تجویزہ پردہ درجہ اولیٰ
واجب اور ثانیہ و ثالثہ مستحب اور ضرورت اشد میں اس درجہ واجبہ میں بھی اس
کے لئے استثنا ثابت اور ثواب و کہولت کے لیئے بھی درجہ اولیٰ بھی واجب
اور اشد ضرورت کے مواقع کا استثنا بھی ثابت اور درجہ ثانیہ و ثالثہ بھی واجب
اور غیر اشد ضرورت کے مواقع کا استثنا بھی ثابت یعنی اگر شدید درجہ کی ضرورت
ہو تو وجہ اور کفین کا کشف بھی جائز مع انسداد احتمال مفاسد اور سر اور ساعد
اور ساق کھولنا بھی حرام ہوگا اور زیب و زینت کرنا بھی حرام ہوگا اور اگر

اور تیسرے درجہ کے پردہ میں مجبوری اور سخت مجبوری کیوقت جو آسانی کیگئی ہے
اس میں چونکہ فتنہ کا بھی احتمال ہے گو ضرورت پر نظر کرکے آسانی کردی گئی اور تنگی
نہیں کی گئی مگر اس احتمال کو بھی نظر انداز نہیں کیا گیا بلکہ خاص خاص احکام سے
اس کا انسداد بھی کردیا گیا۔ مثلاً عورتوں کو عطر و خوشبو لگا کر باہر نکلنے سے منع کیا گیا ہے
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ان المرأۃ اذا استعطرت فمرت بالمجلس
فہی کذا وکذا یعنی زانیہ عورت جب عطر لگا کر کسی مجلس سے گذرے تو وہ ایسی ویسی ہے
یعنی زانیہ ہے۔ اسکو ترمذی اور ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو حسن صحیح کہا ہے
اور ارشاد فرمایا ولکن لیخرجن وھن تفلات لیکن عورتوں کو میلے کچیلے کپڑوں میں (ضرورت
کے وقت) باہر نکلنا چاہیئے (اسکو ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور اس پر سکوت کیا
صفحہ ۸۱ جلد ا پس حدیث حسن ہے) خلاصہ ان سب احکام کا یہ ہوا کہ بوڑھی عورتوں پر
پہلا درجہ تو واجب ہے اور دوسرا تیسرا درجہ مستحب ہے اور بہت سخت مجبوری کی
حالت میں پہلے درجہ میں بھی جو کہ واجب ہے کچھ سہولت و وسعت کردیگئی اور جوان
اور ادھیڑ عورتوں کے لیئے پہلا درجہ بھی واجب ہے اور بہت سخت مجبوری میں اس میں
کچھ سہولت و وسعت بھی ہے اور دوسرا اور تیسرا درجہ بھی انپر واجب ہے اور بہت سخت
مجبوری سے کم درجہ کی مجبوری اور ضرورت کے مواقع میں کچھ سہولت و وسعت بھی
ثابت ہے یعنی اگر سخت مجبوری کا درجہ ہو گو بہت سخت مجبوری نہ ہو تو چہرہ اور

شدید درجہ سے کم ضرورت ہو مگر ضرورت ہو محض خیالی مصلحت نہ ہو تو خروج
عن البیت بھی جائز مگر مع تغطیۃ الوجہ والکفین ومع سدّ المفاسد
یعنی وجہ وکفین کھولنا حرام ہوگا اور اسی طرح زینت کے کپڑے پہننا حرام ہوگا
والسرّ فی کون الضرورۃ فی الدرجۃ الاولیٰ اشد وفی الثانیۃ شدیدا
وفی الثالثۃ مطلقۃ کون الوجوب فی الاوّل آکد وفی الثانیۃ آکیدا
وفی الثالثۃ مطلقاً فلابد من ان یکون المغیر مبنیا للفاعل وھو
العذر مماثلا فی القوۃ للمغیر مبنیا للمفعول وھو الوجوب و
ھذا ظاہر فافھم۔ اس مقام کے متعلق ایک ضروری تنبیہ بھی ہے وہ یہ
کہ احکام مذکورہ میں سے جن احکام کا مدار احتمال فتنہ کے وجود وعدم یا ضرورت
کے وجود وعدم پر ہے ان میں اختلاف احوال سے یا ایک ہی حال میں اختلاف

ہتھیلیاں کھولنا اجنبی کے سامنے ان کو جائز ہے بشرطیکہ فتنہ وفساد کے احتمال کا
انسداد بھی کر لیا جائے یعنی سر اور کلائی اور پنڈلی وغیرہ کا کھولنا حرام ہوگا اسی طرح
زیب وزینت کیساتھ اجنبی کے سامنے آنا حرام ہوگا اور اگر سخت مجبوری کے درجہ
سے کم ضرورت ہو مگر مجبوری متحقق ہو محض خیالی مصلحت نہ ہو تو اس صورت میں برقع
کیساتھ گھر سے باہر نکلنا جوان عورت اور ادھیڑ عورت کو جائز ہے مگر چہرہ اور ہاتھوں
کا کھولنا حرام ہوگا اسی طرح زیب وزینت کے کپڑے پہنکر نکلنا حرام ہوگا۔ عہ والسر
فی کون الضرورۃ فی الدرجۃ الاولیٰ اشد وفی الثانیۃ شدیدا وفی الثالثۃ
مطلقۃ کون الوجوب فی الاولیٰ آکد وفی الثانیۃ آکیدا وفی الثالثۃ مطلقاً
فلابد من ان یکون المغیر مبنیا للفاعل وھو العذر مماثلا فی القوۃ
للمغیر مبنیاً للمفعول وھو الوجوب وھذا ظاہر فافھم۔
اس مقام کے متعلق ایک ضروری بات قابل اطلاع یہ ہے کہ اوپر جو احکام مذکور

عہ اس عبارت کی تسہیل نہیں کی گئی کیونکہ اسمیں دلیل کا ذکر ہے جس سے عوام کو تعلق نہیں ۱۲

اجتہاد سے حکم شرعی مختلف ہو سکتا ہے اور یہ احکام درجہ ثانیہ و ثالثہ کے ہیں کیونکہ درجہ اولیٰ میں محل فتنہ بھی شرعاً متعین ہے اور ضرورت اشد بھی متعین اس لئے اجتہاد کا اس میں دخل نہیں۔ مگر اس کا فیصلہ کرنے کا منصب کہ فتنہ یا ضرورت ہے یا نہیں اُن ہی کو ہے جو فتوی کی اہلیت رکھتے ہیں یعنی جو علم و فہم تقوی و اخلاص کی ساتھ متصف ہوں غیر اہل کا قول مسموع نہ ہوگا۔ خصوصاً جس میں ایک شرط بھی اہلیت کی بدرجہ ضعیف بھی نہ ہو اور اس کے مضاد تمام نقائص بدرجہ قوی موجود ہوں جیسے آج کل کے حامیان پردہ دری کی یہ حالت ہے کہ محض انگریزی پڑھ کر یا قرآن کا ترجمہ دیکھ کر یا برائے نام کچھ عربی ادب کی کتابیں پڑھ کر اجتہاد کے مدعی ہو جاتے ہیں) سو وہ تو کس شمار میں ہیں کما قال تعالیٰ ہل یستوی الذین یعلمون

ہوئے ہیں۔ ان میں سے جن احکام کا مدار اندیشۂ فساد و فتنہ کے ہونے یا نہ ہونے پر۔ اُن میں حالات کے بدلنے سے یا ایک ہی حالت میں رائے کے اختلاف سے حکم شرعی بدل سکتا ہے (اور اس قسم کے احکام دوسرے اور تیسرے درجہ کے پردہ میں ہیں کیونکہ پہلے درجہ میں تو شریعت ہی نے خود اس کی تعیین کر دی ہے کہ فتنہ کا اندیشہ کہاں ہے اور ضرورت کا درجہ کونسا ہے اس میں کسی کی رائے اور فہم کا کوئی دخل نہیں)، مگر جن احکام میں رائے اور فہم کو دخل بھی ہے ان میں اس کا فیصلہ کرنے کا حق کہ فتنہ کا اندیشہ ہے یا نہیں اور ضرورت کا تحقق ہے یا نہیں اون ہی کو ہے جن میں فتوی دینے کی لیاقت و قابلیت موجود ہو یعنی جن میں علم دین اور تقوی و اخلاص موجود ہو اور اس کی ساتھ ان کی رائے اور فہم بھی صحیح ہو نا اہلوں کی بات اس بارہ میں ہرگز نہ سنی جائے گی۔ خاصکر ایسے نا اہلوں کی جن میں قابلیت کی ایک شرط بھی کسی کمزور درجہ میں بھی نہ پائی جائے بلکہ برعکس اس کے نا اہلیت کی تمام شرطیں قوی درجہ میں موجود ہوں جیسا کہ اس وقت جو لوگ پردہ کے مخالف ہیں اور اس رسم کو مٹانا چاہتے ہیں وہ سب اسی قسم کے ہیں جن کی لیاقت کی حالت یہ ہے کہ محض انگریزی پڑھ کر یا قرآن کا ترجمہ دیکھ کر یا برائے نام عربی ادب کی

والذین لایعلمون تو کما قال الشیرازی رح ؎

نہ ہر کہ چہرہ برافروخت دلبری داند	نہ ہر کہ آئینہ دارد سکندری داند
ہزار نکتۂ باریک تر ز مو ایں جاست	نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند

اور اس اختلاف احکام کی حقیقت (جس کا ذکر ہو رہا ہے) احکام کا زمانہ کے تابع ہونا نہیں ہے جیسے بعض اہل زیغ کا زعم باطل ہے بلکہ خاص خاص قید کے ساتھ دونوں حکم شرعی ہیں سو وہ اختلاف درحقیقت اس قید کے وجود و عدم وجود میں ہے جس نے کسی قید کو موجود پایا ایک حکم کر دیا جس نے اس کو معدوم پایا دوسرا حکم کر دیا اور دونوں حکم شارع ہی کے ہیں خوب سمجھ لو اور یہی اصل مبنی ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں عورتوں کے ماذون بحضور مساجد و مصلّٰی ہونے کا اور زمانہ صحابہ میں ممنوع عن الحضور ہونے کا جس کا ذکر حضرت عائشہ رض کے اس ارشاد میں ہے۔ لو ادرک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما احدثت

چند کتابیں پڑھ کر اجتہاد کا دعوی کرنے لگتے ہیں۔ سو یہ تو کسی شمار میں بھی نہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے هل یستوی الذین یعلمون والذین لایعلمون کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے بھی (کہیں) برابر ہو سکتے ہیں؟ اور جیسا کہ عارف شیرازی فرماتے ہیں ؎

نہ ہر کہ چہرہ برافروخت دلبری داند	نہ ہر کہ آئینہ دارد سکندری داند
ہزار نکتۂ باریک تر ز مو اینجاست	نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند

اور حالات کے بدلنے یا رائے کے بدلنے سے جو احکام بدل جاتے ہیں اس کے یہ معنے نہیں کہ احکام شرعیہ زمانہ اور وقت کے تابع ہیں جیسا بعض نادانوں کا خیال ہے بلکہ اس کی حقیقت یہ ہے کہ شارع نے خاص قید کے ساتھ حکم کو بیان کیا تھا کہ اگر یہ قید پائی جاوے تو یہ حکم ہے نہ پائی جاوے تو دوسرا حکم ہے اب حالات یا رائے کے اختلاف کا حاصل یہ ہے کہ اس قید کے وجود یا عدم میں اختلاف ہے جس نے قید کو موجود پایا ایک حکم کر دیا جس نے اس قید کو موجود نہ پایا دوسرا حکم کر دیا

النساء لمنعهن کما منعت نساء بنی اسرائیل رواہ مسلم اور جس کی پسندیدگی خود حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد میں ہے لصلوٰۃ المرأۃ فی بیتہا افضل من صلوتہا فی حجرتہا وصلوتہا فی مخدعہا افضل من صلاتہا فی بیتہا رواہ الطبرانی فی الاوسط بسند جید اور اس وقت کی ضرورتیں باقتضاء وقت قوی تھیں اور غلبۂ صلاح وخوف تعزیر سے فتنہ ضعیف تھا اور بعد میں عکس ہوگیا جس میں تغیر حالت نساء کو بھی دخل تھا اور یہی مبنی ہے فقہاء متاخرین کے اس فتوی کا جس میں بعض محارم کو مثل اجانب ٹھرایا ہے

اور یہ دونوں حکم دراصل شارع ہی کے ہیں خوب سمجھ لو چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عورتوں کے لئے مساجد اور عیدگاہ میں جانے کی اجازت کا اور صحابہ کے زمانہ میں اس سے ممانعت ہوجانے کا مدار اسی قاعدہ پر ہے جس کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان الفاظ سے بیان فرمایا ہے لو ادرک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ما احدثت النساء بعدہ لمنعهن کما منعت نساء بنی اسرائیل (رواہ مسلم) (ترجمہ) اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس حالت کا مشاہدہ فرمالیتے جو عورتوں نے آپ کے بعد اختیار کی ہے تو یقیناً آپ ان کو مساجد وعیدگاہ میں جانے سے) روکدیتے جیسا بنی اسرائیل کی عورتوں کو روکدیا گیا تھا اسکو مسلم نے روایت کیا ہے اور خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی (اپنے اخیر وقت میں) عورتوں کے لئے اسی کو پسند فرمایا اور اسی کی ترغیب دی ہے (کہ وہ نماز کے لئے مسجدوں میں نہ جایا کریں چنانچہ ارشاد ہے لصلوٰۃ المرأۃ فی بیتہا افضل من صلوتہا فی حجرتہا وصلوتہا فی مخدعہا افضل من صلوتہا فی بیتہا رواہ الطبرانی فی الاوسط بسند جید) کہ عورت کا گھر کے اندر نماز پڑھنا صحن میں نماز پڑھنے سے افضل ہے اور کوٹھری میں نماز پڑھنا گھر کے اندر پڑھنے سے افضل ہے (اسکو طبرانی نے اوسط میں سند جید سے روایت کیا ہے مگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے صرف ترغیب پر اکتفاء فرمایا۔ سختی کیسا تھ عورتوں کو مسجدوں میں آنے سے نہیں روکا کیونکہ) اسوقت عورتوں کو باہر نکلنے کی ضرورتیں زیادہ تھیں اور عام طبائع میں نیکی کا غلبہ اور سزا کا خوف ایسا تھا جس کی وجہ سے فتنہ وفساد کا احتمال کمزور تھا اور بعد میں عام طور پر حالت بدل گئی جس میں عورتوں کی حالت بدلنے کو بھی خاص دخل تھا اور اسی قاعدہ پر فقہاء متاخرینؒ نے

ع۵ پچھلے زمانہ کے علماء ۱۲

ویکرہ الخلوۃ بالصھرۃ الشابۃ لفساد الزمان جس کی اجازت خود حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے مفہوم ہوتی ہے احتجبی منہ یا سودۃ کما سبق جس میں محرم شرعی سے احتیاطاً پردہ کا حکم دیا گیا ویتاید ھذہ الفتوی بما فی الترغیب عن عقبۃ بن عامر رض ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال ایاکم والدخول علے النساء فقال رجل من الانصار افرأیت الحمو قال الحمو الموت رواہ البخاری ومسلم والترمذی ثم قال ومعنی کراھۃ الدخول علے النساء علے نحو ماروی عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال لایخلون رجل بامرأۃ الاکان ثالثھا الشیطان - الحمو بفتح الحاء المھملۃ وتخفیف المیم واثبات الواو وایض وبالھمزۃ ایض ھو ابوالزوج ومن ادلی بہ کالاخ والعم وابن العم ونحوھم وھو المراد

یہ فتوی مبنی ہے جس میں انہوں نے بعض محرموں کو نامحرموں کی مثل ٹھہرایا ہے ویکرہ الخلوۃ بالصھرۃ الشابۃ لفساد الزمان کہ جوان ساس کے پاس تنہائی میں بیٹھنا مکروہ ہے کیونکہ زمانہ فساد کا ہے اور اس احتیاط کی اجازت خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے سمجھ میں آتی ہے احتجبی منہ یاسودۃ جیسا کہ اوپر گذر چکا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سودہ رض کو اُن کے باپ کے باندی زادہ سے پردہ کا حکم دیا جس میں بطور احتیاط کے شرعی محرم سے پردہ کا حکم ہے (کیونکہ وہ باندی زادہ شرعاً حضرت سودہ رض کا بھائی تھا) ویتاید ھذہ الفتوی بما فی الترغیب[عہ] عن عقبۃ بن عامر رض ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال ایاکم والدخول علے النساء فقال رجل من الانصار فرأیت الحمو قال الحمو الموت رواہ البخاری والمسلم والترمذی ثم قال ومعنی کراھۃ الدخول علے النساء علے نحو ماروی عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال لایخلون رجل بامرأۃ الاکان ثالثھما الشیطان الحمو بفتح الحاء المھملۃ وتخفیف المیم واثبات الواو ایض وبالھمزۃ ایض ھو ابوالزوج ومن ادلی بہ کالاخ والعم وابن العم ونحوھم وھو المراد ھھنا کذا فسرہ اللیث بن سعد

عہ اس عبارت کی تسہیل نہیں کی گئی کیونکہ عوام کو اس کی ضرورت نہیں ۱۲ ظ

ھٰھنا کذا فسرہ اللیث بن سعد وغیرہ الیٰ قول قال ابو عبیدؒ معناہ یعنی فتیمت ولا یفعلن ذلک فاذا کان ھٰذا روایۃ فی اب الزوج وھو محرم فکیف بالغریب اھ اور اسی سے یہ بھی معلوم ہوگیا ہوگا کہ یہ نص سے معارضہ نہیں ہے بلکہ بواسطہ علت کے نص ہی کا اتباع اسی قبیل سے ہے انتہاء الحکم بانتہاء العلۃ جس کا اعتبار سہم مؤلفۃ القلوب میں کیا گیا ہے اور یہی مبنی ہے امام صاحب اور صاحبین کے اختلاف فی حضور المساجد کا ویکرہ لھن حضور الجماعات یعنی الشواب، منھن لما فیہ من خوف الفتنۃ ولا باس للعجوز ان تخرج فی الفجر والمغرب والعشاء وھذا عند ابی حنیفۃ وقالا یخرجن ای العجائز فی الصلوات کلھا الیٰ اٰخر ما قال وعلل کلا القولین بعلتین مختلفتین (ہدایہ) مقدمہ ختم ہوا

اور اسی سے یہ بھی معلوم ہوگیا ہوگا کہ فقہاء کا یہ فتویٰ نص کا مقابلہ اور حکم شرعی کی مخالفت نہیں بلکہ حکم کی علت پر نظر کرکے اس فتویٰ میں نص ہی کا اتباع کیا گیا ہے اور اسی کی نظیر فقہاء کا یہ قاعدہ ہے کہ علت کے ختم ہوجانے سے حکم بھی ختم ہوجاتا ہے جس کا اعتبار مؤلفۃ القلوب کے بارہ میں کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بعض مالدار نومسلموں کو باوجود مالدار ہونے کے محض دلجوئی کی غرض سے زکوٰۃ وغیرہ میں سے حصہ دیا جاتا تھا حضور کے بعد یہ حکم باقی نہیں رہا کیونکہ اب ان مالداروں کی دلداری اور دلجوئی کی ضرورت باقی نہیں رہی بلکہ اُن کے دل میں اسلام مضبوط ہوگیا اور اسی قاعدہ پر امام صاحب اور صاحبین کا یہ اختلاف مبنی ہے کہ امام صاحب نے بوڑھی عورتوں کے لئے صرف صبح اور مغرب وعشاء کے وقت مسجد میں آنے کی اجازت دی ہے اور صاحبین نے پانچوں وقت آنے کی اجازت دی ہے اور ہر اک کے قول کی جدا علت بیان کی گئی ہے اور جوان یا ادھیڑ عورتوں کے لئے بالاتفاق سب اوقات میں ممانعت ہے ملاحظہ ہو ہدایہ۔ مقدمہ ختم ہوا اور اسی مقدمہ میں اجمالی طور سے تمام سوالوں کا جواب بھی آگیا اب صرف اتنا کام رہ گیا کہ تفصیل کے ساتھ ہر سوال کے جواب کو اس پر منطبق کرکے دکھلا دیا جائے اور بعض سطحی شبہات کا جواب دیدیا جائے جو سرسری نظر میں واقع ہوسکتے ہیں

اور اسی مقدمہ میں تمام سوالوں کا اجمالاً جواب آگیا صرف تفصیل تطبیق اور بعض سطحی شبہات کا جواب باقی رہ گیا۔ سو عرض کرتا ہوں۔

جوابِ سوالِ اوّل ۔ اس میں ایک درجہ واجبہ پردہ کا متروک ہوا اور وہ درجہ ثالثہ ہے اور بلا ضرورت متروک ہوا کیونکہ تانگہ پر پردہ چھوڑا جا سکتا ہے اور اگر برقع مزین ہے تو درجہ ثانیہ بھی متروک ہوا کیونکہ اس کے جواز کی شرط مفقود ہوئی

جوابِ سوالِ دوم ۔ ایسے پردہ کا مامور بہ ہونا ثابت ہو چکا ہے اور اس کا سقوط ضرورت میں ہوتا ہے ؀

جوابِ سوالِ سوم ۔ کشف وجہ یہ ادنیٰ درجہ کا پردہ ہے جو بضرورت کافی ہے باقی دیکھنے کی کوئی ضرورت نہیں اس لئے اس کی اجازت نہ ہوگی۔ لعن اللہ الناظر وارد ہے اور یہ کلامی اگر بضرورت ہے تو الضروری بتقدر

سو اس کو بھی عرض کرتا ہوں۔

جوابِ سوالِ اوّل ۔ یہ صورت جائز نہیں کیونکہ اس میں پردہ کا ایک درجہ جو واجب تھا فوت ہو گیا اور وہ تیسرا درجہ ہے اور اس کو بلا ضرورت چھوڑا گیا کیونکہ تانگہ پر پردہ ڈالکر بھی تو نکل سکتی ہیں (پھر محض برقع پر کیوں کفایت کی گئی) اور اگر برقع بھڑکدار ہے تو دوسرا درجہ بھی فوت ہوا کیونکہ جن صورتوں میں برقعہ کیساتھ نکلنے کی اجازت ہے اُن میں یہ شرط ہے کہ زیب و زینت کے لباس میں نہ نکلیں۔

جوابِ سوالِ دوم ۔ ہاں مسلمان عورتوں کو ایسا ہی پردہ کرنا چاہیئے کیونکہ ایسے پردہ کا حکم شریعت میں ثابت ہو چکا ہے جیسا اوپر گذرا جس میں صرف ضرورت کے وقت کچھ آسانی اور وسعت ہو جاتی ہے۔

جوابِ سوالِ سوم ۔ تمام بدن کو چھپا کر صرف چہرہ کھولکر نامحرموں کے سامنے (خادمہ کا) آنا یہ ادنےٰ درجہ کا پردہ ہے جو ضرورت اور مجبوری کے وقت کافی ہے باقی (گھر کے مردوں کو اس حالت میں خادمہ کے چہرہ کی طرف) دیکھنے کی کوئی ضرورت نہیں اس لئے اس کی اجازت نہ ہوگی (حدیث میں) لعن اللہ الناظر وارد ہے

بقدر الضرورۃ کی حد کے اندر جائز ہے اور بلاضرورت حظ نفس کے لئے
حرام ہے اللسان یزنی ۔

جواب سوال چہارم ۔ کشف وجہ بلاضرورت حرام ہے اور یہاں کوئی ضرورت نہیں خصوص جبکہ غالب بلکہ یقینی ہے کہ سر وغیرہ بھی کھلتا ہے بعض اوقات خلوت کی صورت بھی پیدا ہوجاتی ہے جو کہ حرام ہے۔

جواب سوال پنجم ۔ سیاہ وسفید کے احکام میں شریعت نے فرق نہیں کیا جوان کو مطلقاً محل فتنہ قرار دیا ہے ۔ نیز مشاہدہ ہے کہ بعض کا یہ مذاق بھی ہے ؎

اے پیک پے خجستہ چہ نامی فدیت لک	ہرگز سیاہ چردہ ندیدم بدیں نمک

اور مسلّم ہے لکل ساقطۃ لاقطۃ یعنی ہر گندہ پنے راگندہ خورے ۔

دکہ خدا تعالیٰ نے دیکھنے والے پر لعنت فرمائی ہے یعنی جو بلاضرورت نامحرم کو دیکھے اور بات چیت اگر ضرورت سے ہے تو ضرورت کی حد تک جائز ہے اور بلاضرورت لذت نفسانی کے لئے بات چیت کرنا حرام ہے حدیث میں ہے اللسان یزنی کہ زبان بھی زنا کرتی ہے (اس کو ایک طویل حدیث میں بخاری ومسلم نے روایت کیا ہے)۔

جواب سوال چہارم ۔ نامحرم کے سامنے چہرہ کھولنا عورت کو حرام ہے اور یہاں کوئی ضرورت نہیں خصوصاً جبکہ اس صورت میں غالب بلکہ یقینی یہ ہے کہ عورتیں (سر وغیرہ کے چھپانے کا بھی اہتمام نہیں کرتیں اور ان نوکروں کے سامنے کھلے سر پھرتی ہیں اور بعض دفعہ خلوت اور تنہائی کی بھی نوبت آجاتی ہے جو کہ حرام ہے اس لئے یہ صورت بھی جائز نہیں ۔

جواب سوال پنجم ۔ سیاہ وسفید کے احکام میں، شریعت نے کوئی فرق نہیں کیا بلکہ جوان عورت کو ہر حال میں محل فتنہ قرار دیا ہے اس لئے سیاہ فام بدصورت عورت کو بھی بلاضرورت چہرہ کھولنا حرام ہے ۔ نیز مشاہدہ یہ ہے کہ بعض لوگ سیاہ فام عورتوں کو گوری عورتوں سے زیادہ پسند کرتے ہیں جیسا کہ شاعر نے کہا ہے ؎

اے پیک پی خجستہ چہ نامی فدیت لک	ہرگز سیاہ چردہ ندیدم بدیں نمک

اور یہ بات مسلّم ہے لکل ساقطۃ لاقطۃ کہ ہر گری پڑی چیز کے لئے کوئی اٹھانے والا ضرور ہوتا ہے ۔

جوابِ سوال ششم - جائز نہیں - دلائل مذکور ہو چکے ہیں اور کہیں ثابت نہیں کہ ان صحابیات کا کشف وجہ بلا ضرورت تھا پھر ضرورت میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کیسے منع فرماتے خصوص جبکہ آپ عام نصوص میں حکم شرعی ظاہر بھی فرما چکے تو ان کا استثنار مبنی بر ضرورت تھا اور نہ یہ ثابت ہے کہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم ان کی طرف نظر فرماتے تھے نہ یہ ثابت ہے کہ بے پردگی کی عام عادت تھی احادیث ذیل ملاحظہ ہوں۔

(۱) عن ام عطیۃ قالت امرنا ان نخرج الحیض یوم العیدین وذوات الخدور الحدیث متفق علیہ (مشکوٰۃ) ذوات الخدور اس مدعا کو بتلا رہا ہے۔

(۲) عن عائشۃ رض قالت اومت امرأۃ من وراء ستر بیدھا کتاب الی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الحدیث رواہ ابوداؤد

جوابِ سوال ششم - (سلیم الفطرت نیک دل پاکباز مرد کو بھی اجنبی جوان عورت سے بدون سخت مجبوری کے بات چیت کرنا اور بدون شہوت و بدنیتی کے اس کے چہرہ کی طرف دیکھنا) جائز نہیں (دلیلیں اوپر گذر چکی ہیں - اور یہ کہیں ثابت نہیں کہ صحابہ کی عورتوں کا (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے) چہرہ کھولنا بلا ضرورت تھا (بلکہ ظاہر یہ ہے کہ ضرورت کیوجہ سے تھا) پھر ضرورت کی حالت میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم انکو کیسے منع فرماتے خصوصاً جبکہ آپ حکم شرعی کو عام طور پر اپنے ارشادات میں ظاہر بھی فرما چکے تھے تو اس کے بعد بعض عورتوں کا چہرہ کھول کر آپ کے سامنے آنا (یقیناً) ضرورت کی وجہ سے تھا اور یہ بھی ثابت نہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم ان کی طرف قصداً نظر فرماتے تھے اور نہ یہ ثابت ہے کہ اس وقت بے پردگی کی عام طور سے عادت تھی، چنانچہ یہ احادیث ملاحظہ ہوں -

(۱) حضرت ام عطیہ سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ ہم کو اس بات کا حکم دیا گیا تھا کہ عید کے دن حیض والی عورتوں اور پردہ میں بیٹھنے والیوں کو بھی (عیدگاہ میں) لیجائیں الحدیث۔ اس کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے اس میں ذوات الخدور کا لفظ

والنسائی (مشکوٰۃ) اس میں خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پردہ درجہ ثالثہ کا کرنا مذکور ہے

(۳) عن ابی السائب عن ابی سعید الخدری فی قصۃ الفتی الحدیث العھد بعرس فاذا امرأتہ بین البابین قائمۃ فاھوی الیھا بالرمح لیطعنھا بہ واصابتہ غیرۃ الحدیث رواہ مسلم (مشکوٰۃ)

معلوم ہوتا ہے کہ پردہ کی رسم اس درجہ طبائع میں مرکوز تھی کہ دروازہ پر عورت کو کھڑا دیکھکر طیش سے بیتاب ہوگئے اور قصۂ افک میں خالی ہودج باندھ دینا اور یہ خیال کرنا کہ اس میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیٹھی ہیں نہایت محکم تائید ہے اس وقت کی ڈولی کی رسم کی اور کہاروں سے بی بی کے نہ بولنے کی ان سب احادیث میں اس زمانہ میں پردہ متعارف کا ہونا مصرح ہے۔

(جس کے معنے پردہ میں بیٹھنے والیاں ہیں) اس دعوے کو ثابت کر رہا ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بے پردگی کی عام عادت نہ تھی۔

(۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک عورت نے پردہ کے پیچھے سے ایک خط دینے کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف ہاتھ بڑھایا الحدیث۔ اس کو ابوداؤد و نسائی نے روایت کیا ہے (مشکوٰۃ) اس میں عورتوں کا خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے تیسرے درجہ کا (گہرا) پردہ کرنا مذکور ہے۔

(۳) ابوالسائب ابوسعید خدری رضؓ سے ایک نوجوان (صحابی) کے قصہ میں جس کی شادی کو کچھ ہی دن گذرے تھے روایت کرتے ہیں کہ (وہ نوجوان حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے اجازت لیکر اپنے گھر گیا) تو اس کی بی بی دروازہ پر کواڑوں کے بیچ میں کھڑی ہوئی تھی نوجوان نے اپنا نیزہ اس کی طرف سیدھا کیا تاکہ اس پر حملہ کرے اور جوش غیرت سے بیتاب ہوگیا الحدیث اس کو مسلم نے روایت کیا ہے (مشکوٰۃ)

اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ پردہ کی رسم اُس زمانہ کے لوگوں کی طبیعتوں میں ایسی جمی ہوئی تھی کہ نوجوان صحابی دروازہ پر اپنی بی بی کو کھڑا دیکھکر طیش سے بیتاب ہوگئے اور قصۂ افک میں (جس میں منافقوں نے حضرت عائشہ رضؓ پر جھوٹا بہتان لگایا تھا) صحابہ کا خالی ہودج کا اونٹ پر باندھ دینا اور یہ خیال کرنا کہ اس میں حضرت عائشہ رضؓ بیٹھی ہیں نہایت مضبوط تائید ہے اس وقت کی ڈولی کی رسم کی اور کہاروں سے

جواب سوال ہفتم۔ اوّل تو یہ دعویٰ محتاج اثبات ہے محض خیال کافی نہیں۔ دوسرے مطلق تخصیص سے تخصیص خاص لازم نہیں آتی ممکن ہے کہ اس درجۂ ثالثہ کا وجوب حضرات ازواج کے لئے لعینہٖ ہو اوروں کے لئے لغیرہٖ اور نفس وجوب مشترک ہو نیز ممکن ہے کہ حجاب للاحترام ازواج کے ساتھ خاص ہو اور حجاب لسد المفاسد عام ہو اور علی الاطلاق تخصیص وجوب کا دعویٰ کیسے ہوسکتا ہے جب دلائل سے عموم ثابت ہے کماذکر نیز جن آیات میں حضرات ازواج کو اس کا خطاب ہے امر تعبدی کے طور پر نہیں بلکہ ساتھ ہی اس کی علّت بھی بیان فرمائی ہے ذلکم اطھر لقلوبکم وقلوبھن اور یہ علت مشترک بلکہ دوسرے محل میں اقویٰ ہے کیونکہ حضرات ازواج میں جانبین میں

بی بی کے نہ بولنے کی (ورنہ ہودج باندھنے والوں کو حضرت عائشہ رض کی خاموشی سے شبہ ہوتا کہ شاید ہودج خالی ہے) ان سب احادیث میں صاف تصریح ہے کہ اُس زمانہ میں ایسا ہی پردہ تھا جیسا آجکل ہمارے اطراف کے شرفاء کی عورتوں میں رواج ہے جواب سوال ہفتم۔ اوّل تو یہ دعویٰ دلیل کا محتاج ہے (بدون دلیل کے) محض خیال کافی نہیں۔ دوسرے اگر مان بھی لیا جاوے کہ یہ حکم امہات المومنین کی ساتھ خاص ہے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ ہر جہت سے ان کی ساتھ خاص ہے بلکہ ممکن ہے کہ پردہ کا تیسرا درجہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے حق میں تو اپنی ذات سے واجب ہو اور عام مسلمان عورتوں کے حق میں عارض کی وجہ سے واجب ہو اس صورت میں یہ درجہ واجب ہونے میں تو سب کے لئے برابر ہوگا صرف حیثیت کا فرق ہوگا نیز یہ بھی ممکن ہے کہ اس پردہ کے واجب ہونے کی علتیں مختلف ہوں ایک یہ کہ محض عزت واحترام کی وجہ سے واجب ہو یہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کیساتھ خاص ہو دوسرے یہ کہ فتنہ وفساد کا دروازہ بند کرنے کے لئے واجب ہو یہ سب عورتوں کے لئے عام ہو۔ اور علی الاطلاق یہ دعویٰ کیونکر صحیح ہوسکتا ہے کہ پردہ کا تیسرا درجہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کیساتھ خاص ہے جبکہ

اسباب مفسدہ کے مفقود ہیں۔ دوسرے محل میں جانبین میں موجود تھے جب علت
منصوص ہوگئی تو حکم کے تعدیہ میں کیا شبہ ہوسکتا ہے وھذا ظاہر جداً

الحمد للہ جوابات بقدر ضرورت ختم ہوئے اگر زیادہ بسط مطلوب ہو احقر کا رسالہ
القول الصواب فی تحقیق مسئلۃ الحجاب اور لطائف رشیدیہ مکتوبہ حضرت گنگوہی
مطبوعہ ساڈھورہ ۱۳۳۱ھ میں بالکل اخیر مسئلہ اور رسالہ قبول الصواب (جو نو
تعلیم یافتگان کی مذاق کے موافق لکھا گیا ہے) ملاحظہ فرمالیا جائے۔ اب ایک
تذئیل پر مضمون کو ختم کرتا ہوں۔

دلائل سے اس کا عام طور پر واجب ہونا ثابت ہوچکا ہے جیسا اوپر مذکور ہوا۔ پھر جن آیتوں
میں حضرات ازواج مطہرات کو اس پردہ کا حکم دیا گیا ہے ان میں حق تعالیٰ نے حکم کے
ساتھ ہی اُس کی علت بھی بیان فرمائی ہے اور وہ علت یہ ہے ذٰلکم اطھر لقلوبکم
وقلوبھن (کہ یہ پردہ تمہارے دلوں اور ان کے دلوں کے پاک رہنے کا عمدہ ذریعہ
ہے) اور یہ علت سب میں مشترک ہے بلکہ ازواج مطہرات کے سوا دوسری عورتوں
میں اس کی ضرورت زیادہ ہے کیونکہ حضرات ازواج مطہرات میں تو دونوں طرف فتنہ
وفساد کے اسباب موجود نہ تھے اور دوسری عورتوں میں دونوں طرف ایسے اسباب
معدوم نہ تھے اور جب حکم کے ساتھ اس کی علت بھی مذکور ہو تو حکم کا مدار علت پر
ہوگا جہاں علت موجود ہوگی وہاں حکم بھی ضرور ہوگا اور یہ بات بہت ظاہر
ہے تو اب یہ حکم ازواج مطہرات کے ساتھ کیونکر خاص ہوسکتا ہے۔

الحمد للہ بقدر ضرورت جوابات ختم ہوگئے اگر زیادہ تفصیل کی ضرورت ہو تو
حضرت مولانا صاحب دام ظلہم کا رسالہ القول الصواب فی تحقیق مسئلۃ
الحجاب اور لطائف رشیدیہ مؤلفہ حضرت مولانا گنگوہی رح مطبوعہ ساڈھورہ
۱۳۳۱ھ میں بالکل اخیر کا مسئلہ اور رسالہ قبول الصواب (جو نو تعلیم یافتگان
کے مذاق کے موافق لکھا گیا ہے) ملاحظہ فرمایا جائے۔ اب ایک بات بطور
تذئیل کے عرض کر کے مضمون کو ختم کرتے ہیں۔

تمت الرسالۃ الملقبۃ بالقول المبسوط

تذئیل

اگر اس وقت بے پردگی یا کم پردگی کی اجازت دی جائے قطع نظر ترک واجب کے جس کا بدلیل اثبات ہوچکا ہے یقینی بات ہے کہ چند روز میں اس کی ایسی نوبت پہنچ جائیگی جس کی ان حامیان پردہ کو بھی کہیں برائے نام گنجائش نہ ملیگی پھر یہ حامیان پردہ میں داخل ہوکر انتظام کرنا چاہیں گے اور ان کے قابو سے نکل جائے گا اور پچتائیں گے واللہ اعلم ۔ کتبہ اشرف علی عفی عنہ یوم الجمعہ ۲۶ ذی الحجہ ۱۳۴۶ھ

تتمۂ تذئیل

قولہ ترک واجب الخ اقول اس واجب کا مصداق نفس پردہ ہے اس کے علاوہ کچھ اور واجبات بھی پردہ کے متعلق متروک ہوں گے جو احادیث میں منصوص نہیں مثلاً (۱) اس کا کیا انتظام ہوسکے گا کہ عورتیں بدون سخت مجبوری کے نہ نکلیں گی کیونکہ اس صورت بے پردگی یا کم پردگی میں اون کو گھر میں بیٹھنے کی عادت تو متروک ہوجاوے گی اور (۲) اس کا کیا انتظام ہوسکے گا کہ نکلنے کے بعد وہ سڑک کے کناروں پر دبی دبی چلیں گی وسط پر نہ چلیں، یہ دونوں امر اس حدیث میں مذکور ہیں۔

عن ابن عمرؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیس للنساء نصیب فی الخروج الا مضطرۃ الی قولہ ولیس لھن نصیب فی الطرق الا الحواشی رواہ الطبرانی فی الکبیر[عہ]

(ترجمہ) عبداللہ رضؓ بن عمرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ عورتوں کے لئے (گھر سے) باہر نکلنے میں کچھ حصہ نہیں مگر یہ کہ مجبور و مضطر ہوں (اسی حدیث میں یہ بھی ہے کہ) عورتوں کیلئے راستوں میں (چلنے کا) کوئی حق نہیں سوائے کناروں کے اسکو طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے۔

عہ یہاں سے ختم تک کی عبارت کی تسہیل کی ضرورت نہیں سمجھی گئی ۱۲ عہ اس تتمہ میں جو حدیث مذکور ہے اس کا ترجمہ مولوی ظفر احمد صاحب کی طرف سے ہے ۱۲

(۳) اس کا کیا انتظام ہوسکے گا کہ جب پردہ نہ رہا اور باہر بھی مردوں سے اختلاط ہونے لگا تو پھر وہ بغیر اذن شوہر کے کسی کو گھر میں نہ آنے دینگی اور (۴) اس کا کیا انتظام ہوسکے گا کہ اس حالت اعتیاد بے پردگی میں وہ باہر نکلنے کے لئے ہمیشہ شوہر سے اذن ضرور ہی لیا کرینگی یہ دونوں امر اس حدیث میں مذکور ہیں۔

عن معاذ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لایحل لامرأۃ تؤمن باللہ والیوم الاٰخران تاذن فی بیت زوجھا الا باذنہ ولاتخرج وھو کارہ ولاتطیع فیہ احدا رواہ الطبرانی فی الکبیر والحاکم فی المستدرک والبیھقی فی السنن۔

(ترجمہ) حضرت معاذ بن جبل سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی عورت کو جو اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہو یہ جائز نہیں کہ اپنے شوہر کے گھر میں بدون اسکی اجازت کے کسی کو آنے دے۔ نیز عورت کو شوہر کی مرضی کے خلاف گھر سے باہر نکلنا بھی جائز نہیں اور اس بارہ میں کسی کی اطاعت بھی جائز نہیں اسکو طبرانی نے کبیر میں اور حاکم نے مستدرک میں اور بیہقی نے سنن میں روایت کیا ہے۔

اور (۵) اس کا کیا انتظام ہوسکے گا کہ جب دل کھل گیا تو وہ قصداً کسی اجنبی کو نہ دیکھیں گی اور (۶) اس کا کیا انتظام ہوسکے گا کہ ان کو کوئی اجنبی نہ دیکھیگا یہ دونوں امر اس حدیث میں مذکور ہیں۔

عن علی رض انہ کان عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ای شیء خیر للمرأۃ فسکتوا قال فلما رجعت قلت لفاطمۃ ای شیء خیر للنساء قالت

(ترجمہ) حضرت علی رض سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر تھے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے (سب سے دریافت) فرمایا کہ (بتلاؤ) عورت کے لئے کونسی بات سب سے بہتر ہے اس پر صحابہ خاموش ہوگئے (اور کسی نے جواب نہ دیا) حضرت

لا یرین الرجال ولا یرونهن فذکرت ذلك للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال فاطمۃ بضعۃ منی رواہ البزار والدارقطنی فی الافراد۔

علی رض کہتے ہیں کہ میں نے واپس آکر حضرت فاطمہ رض سے دریافت کیا کہ عورتوں کے لئے سب سے بہتر کیا بات ہے۔ حضرت فاطمہ رض نے فرمایا کہ نہ وہ مردوں کو دیکھیں نہ مردان کو دیکھیں میں نے یہ جواب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تو آپ نے فرمایا فاطمہ رض میری لخت جگر ہے (اس لئے وہ خوب سمجھیں) اس کو بزار نے (مسند میں) اور دارقطنی نے افراد میں روایت کیا ہے۔

اور (۷) اس کا کیا انتظام ہو سکے گا کہ اس حالت میں اون کو دیکھ کر اجنبی مردوں کے دل میں شیطانی وسوسے نہ آویں جن کا انسداد اب کامل پردہ سے ہو رہا ہے جس کا ذکر اس حدیث میں ہے۔

عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ المرأۃ تقبل فی صورۃ شیطان وتدبر فی صورۃ شیطان رواہ مسلم۔

(ترجمہ) حضرت جابر رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت شیطان کی صورت میں سامنے آتی ہے اور شیطان کی صورت میں واپس جاتی ہے اس کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

اور (۸) اس کا کیا انتظام ہو سکے گا کہ ناگہانی نظر پڑنے کے بعد فوراً نظر کو ہٹا دیا جاویگا اور کامل پردہ میں تو دوبارہ نظر کا قصد ہی نہیں ہوتا یہ اس حدیث میں مذکور ہے۔

عن جابر بن عبد اللہ قال سألت رسول اللہ صلی اللہ

(ترجمہ) حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے

علیہ وسلم عن نظر الفجأۃ فامرنی ان اصرف بصری رواہ مسلم۔	اچانک نظر پڑ جانے کے متعلق (حکم) دریافت کیا تو مجھ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ (فوراً) نظر کو اُٹھا لو۔ اس کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

اور (۹) اس کا کیا انتظام ہوگا کہ غیر محرم سے بلا ضرورت اور بے تکلف باتیں نہ کیا کریںگی اور بضرورت بات کرنے کے لئے شوہر سے اجازت لیا کریںگی کیونکہ اب تو پردہ کے سبب تکثیر کلام کی نوبت نہیں آتی اس لئے قلیل کا انتظام آسان ہے اور خود طبیعت میں بھی خجلت غالب ہے اس کا ذکر ان حدیثوں میں ہے۔

عن عمرو قال نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان نکلم النساء الا باذن ازواجھن رواہ الطبرانی فی الکبیر وعن الحسن مرسلا قال بلغنی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لاتحدثن من الرجال الا محرما رواہ ابن سعد	(ترجمہ) حضرت عمرو رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے کہ عورتوں سے بدون شوہروں کی اجازت کے بات چیت کی جائے اسکو طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے اور حسن (بصری رض) سے مرسلاً روایت ہے وہ کہتے ہیں مجھ کو یہ بات پہونچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتیں اپنے محرموں کے سوا اور مردوں سے بات نہ کریں اس کو ابن سعد نے روایت کیا ہے

اور (۱۰) اس کا کیا انتظام ہو سکے گا کہ بالخصوص شوہر کے اقارب کو بے تکلف آمدورفت اور خلا ملا سے روکا جا سکے گا اس کا ذکر اس حدیث میں ہے۔

عن عقبۃ بن عامر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایاکم والدخول علی النساء فقال	(ترجمہ) عقبہ رض بن عامر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عورتوں کے پاس آنے جانے سے بچو کسی نے کہا یا رسول اللہ شوہر کے

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارأیت الحمو قال الحمو الموت رواہ البخاری و مسلم	بھائی (یا باپ وغیرہ) کا کیا حکم ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ شوہر کا بھائی (یا باپ وغیرہ) تو موت ہے۔ اس کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

اور (۱) اس کا کیا انتظام ہو سکے گا کہ اس بے تکلف اختلاط اور ارتباط میں کبھی خلوت کا موقع پیش نہ آویگا۔ اس کا ذکر اس حدیث میں ہے۔

عن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یخلون رجل بامرأۃ الا کان ثالثہما الشیطان رواہ الترمذی (من جریدۃ الانصار الخامس المحرم ۱۳۴۸ھ)	(ترجمہ) حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی شخص کسی عورت سے تنہائی میں ملتا ہے تو ان کیساتھ تیسرا ساتھی شیطان ہوتا ہے اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے (یہ روایات اخبار الانصار بابت ۵ محرم ۱۳۴۸ھ سے ماخوذ ہیں)۔

اور (۲) اس کا کیا انتظام ہو سکے گا کہ اجنبی کے ہاتھ سے ان کا ہاتھ نہ لگ سکے گا اس کا ذکر ان حدیثوں میں ہے۔

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی حدیث طویل الید زناہا البطش الحدیث رواہ مسلم وعن معقل بن یسار رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لان یطعن فی راس احدکم بمخیط من حدید	(ترجمہ) ابو ہریرہؓ سے طویل حدیث میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاتھ کا زنا (نامحرم کو) پکڑنا ہے۔ الحدیث اس کو مسلم (اور بخاری) نے روایت کیا ہے اور معقل بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم میں سے کسی کے سر میں لوہے کی سوئی چبھو دی جائے یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ ایسی عورت کو چھوئے جو اس کے لئے حلال نہیں

خیرلہ من ان یمس امرأۃ لاتحل لہ رواہ الطبرانی و البیھقی ورجال الطبرانی ثقات رجال الصحیح۔	اس کو طبرانی اور بیہقی نے روایت کیا ہے اور طبرانی کے راوی ثقات ہیں صحیح (بخاری) کے راویوں میں سے ہیں۔

یہ تو آخرت کی مضرتیں ہیں اور دنیا میں اس مس سے کبھی حرمت مصاہرۃ بھی لازم آجاتی ہے جس سے عمر بھر کے لئے بی بی حرام ہوجاتی ہے۔

اور (۱۳) اس کا کیا انتظام ہوسکے گا کہ اس حالت میں عورتیں زیب و زینت سے نہ نکلیں گی اور میلی کچیلی نکلنے کو ذلت سمجھیں گی اس کا ذکر اس حدیث میں ہے

عن عائشۃ رض قالت بینما رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جالس فی المسجد اذ دخلت امرأۃ من مزینۃ ترفل فی زینۃ لھا فی المسجد فقال النبی صلے اللہ علیہ وسلم ایھا الناس نھوا نساءکم عن لبس الزینۃ والتبختر فی المسجد فان بنی اسرائیل لم یلعنوا حتی لبس نساءھم الزینۃ وتبختروا فی المساجد رواہ ابن ماجہ	(ترجمہ) حضرت عائشہ رض سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف رکھتے تھے کہ ایک عورت قبیلۂ مزینہ کی زیب وزینت کے لباس میں مٹکتی ہوئی مسجد میں آئی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! اپنی عورتوں کو زیب و زینت کا لباس پہنکر مسجد (وغیرہ) میں مٹکنے سے روکو کیونکہ بنی اسرائیل پر اس وقت تک لعنت نہیں کیگئی جب تک ان کی عورتوں نے زیب و زینت کا لباس پہنکر مسجدوں (وغیرہ) میں مٹکنا اختیار نہیں کیا اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

اور (۱۴) اس کا کیا انتظام ہوسکے گا کہ عورتیں باہر نکلنے کے وقت عطر وغیرہ نہ لگاوینگی اس کا ذکر اس حدیث میں ہے۔

عن ابی موسیٰ رضؓ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ایما امراءۃ استعطرت فمرت علی قوم لیجدوا ریحہا فہی زانیۃ وکل عین زانیۃ رواہ النسائی وابن خزیمۃ وابن حبان فی صحیحہما ورواہ الحاکم ایضا وقال صحیح الاسناد (من الترغیب والترہیب للمنذری)

(ترجمہ) ابوموسیٰ رضؓ (اشعری) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو عورت عطر لگا کر مردوں کے پاس گذرے تاکہ وہ اسکی خوشبو سونگھیں وہ عورت زنا کار ہے اور ہر آنکھ (جو اسکو دیکھے) زنا کار ہے اسکو نسائی نے (سنن میں) اور ابن خزیمہ وابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں اور حاکم نے بھی (مستدرک میں) روایت کیا ہے اور کہا اس کی اسناد صحیح ہے (یہ سب روایات ترغیب وترہیب منذری سے ماخوذ ہیں)

(۱۵) اور اس کا کیا انتظام ہو سکے گا کہ چہرہ اور کفینؔ کھولنے کی حالت میں سر اور ساعدؔ اور حلقومؔ وغیرہ بالکل مستورؔ رہیگا اس کا ذکر اس حدیث میں ہے۔

عن اسماء قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا اسماء ان المرأۃ اذا بلغت المحیض لن یصلح ان یری منہا الا ہذا وہذا واشار الی وجہہ وکفیہ رواہ ابوداؤد وقد مر الحدیث فی اصل التقریر مع درجۃ ہذا الستر)

(ترجمہ) حضرت اسماء رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اسماء جب عورت بالغ ہو جائے تو یہ جائز نہیں کہ مرد اس کے کسی عضو کو دیکھیں سوا اس کے اور اسکے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چہرہ اور ہتھیلیوں کی طرف اشارہ فرمایا (کہ بس ان دونوں کا کھولنا جائز ہے) اسکو ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور یہ حدیث اصل جواب میں بھی گذر چکی اور وہاں اس پردہ کا درجہ بھی بتلا دیا گیا ہے۔

ؔ ہتھیلیاں ۱۲ ؔ کلائی ۱۲ ؔ گلا ۱۲ ؔ چھپا ہوا ۱۲

(۱۶) اور اس کا کیا انتظام ہو سکے گا کہ شوہر جب عورت کو ان حدود سے ذرا نکلتا دیکھے گا تو وہ بالالتزام و بالدوام اوس کو زجر کیا کریگا ورنہ دیوث کی وعید میں داخل ہوگا اس کا ذکر اس حدیث میں ہے۔

عن عمار بن یاسر رفعہ ثلثۃ لایدخلون الجنۃ ابدا الدیوث والرجلۃ من النساء ومدمن الخمر قالوا فما الدیوث قال الذی لایبالی من دخل علی اھلہ للکبیر مطولا۔

(ترجمہ) حضرت عمار رض بن یاسر سے مرفوعاً روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تین شخص کبھی جنت میں داخل نہ ہوں گے۔ دیوث اور مردانی شکل بنانے والی عورتیں اور ہمیشہ شراب پینے والا۔ صحابہ نے عرض کیا کہ دیوث کون ہے فرمایا جس کو اس کی پروا نہ ہو کہ اس کی گھروالیوں کے پاس کون آتا ہے کون جاتا ہے اسکو طبرانی نے کبیر میں طول کیساتھ روایت کیا ہے

اور (۱۷) اس کا کیا انتظام ہو سکے گا کہ جب مردوں اور عورتوں میں خلا ملا ہو جاویگا تو کبھی ایسا موقع نہ ہوگا کہ مرد عورتوں کے درمیان چلنے لگے اس کا ذکر اس حدیث میں ہے۔

(ابن عمر) نہی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یمشی الرجل بین المرأتین لابی داؤد (من جمع الفوائد)۔

(ترجمہ) عبداللہ بن عمر رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مرد کو دو عورتوں کے درمیان میں چلنے سے منع فرمایا ہے اسکو ابوداؤد نے روایت کیا ہے (یہ سب روایات جمع الفوائد سے ماخوذ ہیں)۔

اور (۱۸) اس کا کیا انتظام ہو سکے گا کہ ان کے چلنے میں زیور کی آواز مطلقاً پیدا نہ ہوگی اس کا ذکر اس آیت میں ہے۔

ولا یضربن بارجلهن لیعلم ما یخفین من زینتهن	(ترجمہ) اور عورتیں اپنے پیروں کو (زمین پر) نہ ماریں تاکہ (مردوں کو) اُن کی مخفی زینت معلوم ہو جائے

اور (۱۹) اس کا کیا انتظام ہو سکے گا کہ باہر نکلنے کے وقت عورتیں مردانہ جوتے نہ پہنیں گی اس کا ذکر اس حدیث میں ہے۔

عن ابن ابی ملیکہ قال قیل لعائشۃ ان امرأۃ تلبس النعل قالت لعن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الرجلۃ من النساء رواہ ابوداؤد من المشکوٰۃ	(ترجمہ) ابن ابی ملیکہ رضہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضہ سے عرض کیا گیا کہ ایک عورت مردانہ جوتہ پہنتی ہے۔ فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مردانی شکل بنانے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے اس کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے (مشکوٰۃ)

اور (۲۰) اس کا کیا انتظام ہو سکے گا کہ عورت کبھی بدون محرم کے سفر نہ کریگی جس کی ممانعت کی احادیث مشہور ہیں۔ تمت التتمۃ

رفع اشتباہ

اور حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک پر اس زمانہ کا قیاس صحیح نہیں نہ مرد ویسے رہے نہ عورتیں ویسی رہیں نہ باعتبار حالات کے نہ باعتبار خیالات کے نہ ضرورتیں اوس درجہ کی رہیں اور نہ حدود و تعزیرات باقی رہے جو مفاسد محتملہ کے مانع و قامع تھے ایسے ہی قیاس کی نسبت مولانا فرماتے ہیں

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر	گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر

فرع انتباہ

ان مذکورہ بے انتظامیوں اور بے احتیاطیوں کی حالت میں جو کہ تتمہ میں

مذکور ہیں اور ان حالات وخیالات کے تفاوت میں جو کہ رفع اشتباہ میں مذکور ہیں خصوص جبکہ اس کی ساتھ تعلیم حال بھی مجتمع ہوجاوے کہ اس وقت اوس کی بھی کوشش کی جارہی ہے اور جس کے لئے آزادی وبیبا کی لازم یقینی ہے۔ سو اس مجموعی فضا میں جبکہ عورتیں اس شعر کا مصداق ہوجاوینگی ؎

دیدار می نمائی و پرہیز می کنی	بازار خویش آتش ما تیز می کنی

اور مرد اس شعر کا مصداق ہوجاویں گے ؎

ملحد گرسنہ در خانۂ خالی برخواں	عقل باور نہ کند کز رمضاں اندیشد

پھر مصلحین کا قوم سے حفظ عفت کی فرمائش کرنا (جس کی ضرورت کا انکار نہیں ہوسکتا) بالکل اس شعر کا مصداق ہوگا ؎

درمیانِ قعرِ دریا تختہ بندم کردہ	بازمی گوئی کہ دامن تر مکن ہشیار باش

کتبہ اشرف علی بعد نصف انتہم من کتابۃ الاصل

ضمیمہ

اس میں تین جزو ہیں اوّل کے دو مضمون بعنوان تفریع (بالفاء) وتقریع (بالقاف) اس احقر کے ہیں جکو رسالہ قبول الصواب فی شمول الحجاب (جو کہ مبحث پردہ پر ایک نو تعلیم یافتہ کا جدید روشنی والوں کے مذاق کے موافق لکھا ہوا ہے) بطور تائید کے لکھا تھا اور ایک مضمون مولوی حبیب احمد صاحب کا جو ایک اخباری مشورہ کا جواب ہے فتوی بالا کے مناسب ہونے کے سبب اوس کی ساتھ ملحق کردیا گیا۔

جزو اوّل تفریع نقلی وشرعی

جو آیات واحادیث اوپر گذری ہیں اور اُن سے جو اصول مستنبط ہوئے جنکا

حاصل سدباب فتنہ ہے ان کی بنا پر فقہائے اسلام نے جو کہ حکمائے اُمت ہیں جو فتاوی ارشاد فرمائے ہیں ان میں سے بعض کو نمونہ کے طور پر نقل کیا جاتا ہے۔

(۱) عورت کا جہری نماز میں پکار کر قرأت کرنا جائز نہیں۔ (۲) عورت کا حج میں لبیک پکار کر کہنا جائز نہیں (۳) اگر عورت مقتدی ہو (مثلاً اپنے زوج یا محرم کے پیچھے گھر میں نماز پڑھ رہی ہے) اور امام کو کچھ سہو ہوگیا تو عورت کو زبان سے بتلانا جائز نہیں بلکہ ہاتھ پر ہاتھ مار دے تاکہ امام اس کو سُن کر سمجھ جاوے کہ میں کچھ بھولا ہوں اور پھر سوچ کر یاد کرلے (۴) جوان عورت کا نامحرم مرد کو سلام کرنا جائز نہیں (۵) جب قرارت بالجہر و تلبیہ بالجہر اور سہو امام کے وقت سُبحَانَ اللّٰہ کہدینا جیسا مرد مقتدی کہدیتا ہے اور سلام جائز نہیں تو بلا ضرورت کلام کرنا یا اشعار سُنانا یا خط و کتابت کرنا جو کہ کلام سے زیادہ جذبات کو ہیجان میں لانے والا ہے یا اخباروں میں مضمون دینا جیسا کہ اس وقت متعارف ہے کہ اپنا پتہ اور نشان بھی لکھدیا جاتا ہے کیسے جائز ہوگا (۶) اجنبیہ سے بدن دلوانا جائز نہیں (۷) تو اس کا ہاتھ۔ ہاتھ میں لینا جیسا جاہل یا بے احتیاط پیر بیعت دست بدست کرتے ہیں کیسے جائز ہوگا۔ (۸) اجنبیہ کے بدن سے متصل کپڑے پر میلانِ نفس کے ساتھ نظر کرنا جائز نہیں (۹) آئینہ یا پانی پر جو اجنبیہ کا عکس پڑتا ہو اس کا دیکھنا جائز نہیں اس بنا پر اس کا فوٹو دیکھنا جائز نہیں (۱۰) اجنبی مرد کے سامنے کا بچا ہوا طعام عورت کو کھانا یا بالعکس اگر نفس کو اس میں لذت ہو مکروہ ہے (۱۱) رضاعی بھائی اور داماد اور اسی طرح شوہر کا بیٹا (گو یہ سب محارم ہیں) مگر فتنۂ زمانہ پر نظر کرکے اُن سے مثل نامحرم کے پردہ کرنا ضروری ہے (۱۲) عورت کے بال اور ناخن گو بدن سے جدا ہوگئے ہوں ان کا دیکھنا جائز نہیں (۱۳) اجنبی عورت کے تذکرے سے نفس کو

لذت دینا جائز نہیں (۱۴) اجنبیہ کے تصوّر سے لذّت لینا حرام ہے (۱۵) حتیٰ کہ اگر اپنی بی بی سے متمتع ہو اور تصوّر اجنبیہ کا کرے وہ بھی حرام ہے خلاصہ یہ کہ و بروئے ایک حدیث کے شیطان کا جال ہے جال سے جسقدر احتیاط ضروری ہے اسی قدر اس سے حضرت مولانا رومی رحمہ نے دفتر پنجم "سبب کشتن ابراہیم خروس را" کی سرخی میں اس مضمون کو ایک خاص عنوان سے ارشاد فرمایا ہے ؎

گفت ابلیس لعین دادار را ۔۔۔ دام زفتے خواہم ایں اشکار را

اس کے بعد اسباب فتنہ کے پیش کئے جانیکا اور ابلیس کے راضی نہ ہونیکا پھر سب کے آخر میں اس زیر بحث جال کو دیکھکر اُس کے خوش ہونے کا اور اس کو کافی سمجھنے کا ذکر فرمایا ہے ؎

چونکہ خوبی زناں ما او نمود ۔۔۔ کہ زعقل و صبر مرداں می ربود
پس زد انگشتک برقص اندر فتاد ۔۔۔ کہ بدہ زوتر رسیدم بر مُراد
چوں بدید آں چشمہائے پُر خمار ۔۔۔ کہ کند عقل و خرد را در خمار
واں صفائے عارض آں دلبراں ۔۔۔ کہ بسوزد چوں سپند ایں دل براں
روئے و خال و ابرو و لب چوں عقیق ۔۔۔ گوئیا حق تافت از پردہ رقیق
قد چوں سرو خراماں در چمن ۔۔۔ خد ہمچوں یاسمین و نسترن
چونکہ دید آں غنج برجست او سبک ۔۔۔ چوں تجلی حق از پردہ تنک
عالمے شد والہ و حیران و دنگ ۔۔۔ زاں کرشم و زاں دلال نیک شنگ

جزو دوم تقریع عقلی و طبعی

دلدادگان تہذیب جدید عقل و فطرت و مشاہدہ پر اتنا دم دیتے ہیں کہ اس کے پیچھے اکثر شریعت کو رد کر دیتے ہیں مگر اس مسئلے میں کورانہ تقلید یورپ نے

اُن کے جذبات و فلسفے کو ایسا چرلیا کہ یہ بھی خیال نہ کیا کہ یہ مسئلہ تو ایسا صریح عقلی بلکہ طبعی ہے کہ اگر شریعت اس سے کچھ بھی تعرض نہ کرتی تو بھی ایک طرف طبعی غیرت اور اخلاقی شرافت اور دوسری طرف واقعات کا مشاہدہ ہر صحیح المزاج سلیم الفطرت کو پردے کی ضرورت پر مجبور کرتا۔ یہ تو شریعت کا احسان ہے کہ ہمارے قوائے حسیّہ و نفسیہ کو تعب سے بچا کر مفت اس مسئلے کی تعلیم فرما دی جس کی ان حضرات نے یہ قدر کی سچ ہے ؎

چوں غرض آمد ہنر پوشیدہ شد	صد حجاب از دل بسوئے دیدہ شد
چوں دہد قاضی بدل رشوت قرار	کے شناسد ظالم از مظلوم زار

اس لئے سخت ضرورت ہے کہ اس مضمون کو ان اشعار دعائیہ کے قبل ختم نہ کیا جاوے ؎

اے خدا کر میرے دل کو بے غرض	ہے غرض دل کے لئے بئس المرض
جب غرض سے دل ہو خالی اے خدا	بھر دے اپنے عشق سے بر تا بہ پا
اور مرے تن میں بجائے آب و گل	درد دل ہو درد دل ہو درد دل

واللہ المجیب لکل دعاء و منہ الابتداء و الیہ الانتہاء۔

۳ ربیع الثانی ۱۳۴۵ ہجری

جزو سوم ایک اخباری مشورہ کا جواب در بارہ حجاب

الانصاف میں ایک مضمون بعنوان (علماء امت شرعی پردہ کی تشریح کریں)، شائع ہوا ہے جو کہ اخبار ہمدرد سے ماخوذ ہے اس میں علماء سے درخواست کی گئی ہے کہ وہ اس باب میں ایک متفقہ فتویٰ شائع کریں۔ اور بصورت ایسا نہ ہونے کے دھمکی دی گئی ہے کہ جب رفتار زمانہ نے وہ کچھ کر دیا جو

نہ ہونا چاہیئے تھا تو کسی کے کیئے دھرے کچھ نہ بن سکے گا۔ اور جس طرح انگریزی
کی تعلیم کے متعلق مسلمان رو رہے ہیں اور پچتا رہے ہیں اسی طرح پردہ کے متعلق
بھی کف افسوس ملنے کے سوا اور کوئی چارہ نہ رہے گا اور اس کے متعلق اپنی رائے
کا اظہار یوں کیا گیا ہے کہ غالباً یہ آزادخیالی کی افراط ہے اور ہمارا مروجہ پردہ
تفریط اس افراط و تفریط کے درمیان ایک بہترین راستہ خیرالامور اوسطہا
کے بموجب نکالا جاسکتا ہے اس کے متعلق ہم اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہیں اور
کہتے ہیں کہ علماء سے کسی متفقہ فتویٰ کی توقع رکھنا تو محض فضول ہے۔ کیونکہ علماء
دو قسم کے ہیں آخرت کو دنیا پر ترجیح دینے والے۔ اور دنیا کو آخرت پر ترجیح
دینے والے پس جبکہ ان کے مقصد میں اختلاف ہے تو راویوں میں بھی اختلاف
لازم ہے۔ اس کے علاوہ بعض کی نظر عمیق ہوتی ہے اور بعض کی نظر سطحی اس لئے
بھی ان میں اتفاق قریب قریب ناممکن ہے پھر ہندوستان میں ایسے بھی لوگ
ہیں جو علم دین سے اصلاً واقفیت نہیں رکھتے اور مذہب میں مداخلت کرکے
علماء کے منصب کو غصب کرچکے ہیں اب اگر مذہبی علماء اتفاق بھی کرلیں تو
ان بہروپیوں کا اختلاف تو بہرحال قائم رہے گا پس جبکہ کسی امر پر اتفاق
ناممکن ہے اور عدم اتفاق کی صورت میں عورتوں کا پردہ دری پر اُتر آنا لازم ہے
جیسا کہ مضمون نگار کا بیان ہے تو اب ہمیں بجز فصاب حسبنا اللہ پڑھنے کے اور
کوئی چارہ نہیں اور ہمیں اس پردہ دری اور اُس کے شرمناک نتائج کے دیکھنے کے
لیئے اسی طرح آمادہ رہنا چاہیئے جس طرح ہم انگریزی کے خطرناک نتائج
دیکھ رہے ہیں مضمون نگار میں اگر ایمان و انصاف کا کوئی حصہ ہوتا تو
وہ ان لوگوں کی رائے کی قدر کرتا جو انگریزی پڑھنے کو کفر کہتے تھے کیونکہ واقعات
نے اون کے خیال کی صحت کو روز روشن کی طرح صحیح ثابت کردیا ہے چنانچہ

آج جسقدر فتنے اسلام اور مسلمانوں کو تباہ و برباد کر رہے ہیں سب انگریزی پڑھنے
کے برکات ہیں چنانچہ کسی طرف سے آواز آتی ہے کہ مذہب ہماری پستی اور تباہی
کی جڑ ہے اسکو چھوڑ دو۔ کسی طرف سے شور ہوتا ہے کہ سود نہ لینا ہی مسلمانوں کی تباہی
کا ذمہ دار ہے اس لئے خوب سود لو۔ کوئی آواز دیتا ہے کہ پردہ ظلم ہے۔ وحشت ہے
مانع ترقی ہے اسے اٹھا دو۔ کوئی چیختا ہے کہ خدا نے کسنی کی شادی کو جائز رکھکر
قوم کو نقصان پہونچایا۔ اسے منسوخ کردو۔ کوئی کہتا ہے کہ شادیوں کے امتیاز نے
ہماری قومی منافرت کو بڑھا دیا ہے اور یہ خدا کی غلطی ہے اسلئے اوسے منسوخ کر کے
مخلوط شادیوں کو رواج دو۔ کوئی کہتا ہے کہ پُرانے فقہ نے ہمیں تباہ کر دیا نیا فقہ بناؤ
جس میں تمام حرام چیزیں حلال کر دی جائیں کوئی کہتا ہے کہ جبریہ تعلیم کے ذریعہ سے
اسلام کا خاتمہ کر دو وغیرہ وغیرہ۔ الغرض دنیا میں ہر طرف یہ ہی شور ہے اور یہ شور صرف
انگریزی دانوں نے اٹھا رکھا ہے جس میں دنیا پرست مولوی بھی شریک ہو گئے ہیں
اور یہ تمام واقعات اس کی تصدیق کر رہے ہیں کہ ان بزرگوں کی رائے نہایت صحیح
تھی جو انگریزی کو اسلام کیلئے خطرناک سمجھکر مسلمانوں کو اس سے بچنے کی رائے دیتے
تھے لیکن مضمون نگار بجائے انکی تصویب کے الٹا اونکو بیوقوف بناتا ہے اور یہ
بھی اسی انگریزی کا اثر ہے۔ نیز وہ کہتا ہے کہ جس طرح مسلمان آج انگریزی
کی مخالفت پر رو رہے ہیں یوں ہی وہ کل پردہ مروجہ کی حمایت پر پچتائیں گے
لیکن ہم کہتے ہیں کہ جو مسلمان انگریزی کے مخالف تھے یہ کبھی پچتائے اور نہ وہ
پچتائیں گے۔ جو پردہ مروجہ کی حمایت کرتے ہیں بلکہ جس طرح مخالفین انگریزی
آج اپنی رائے کی صحت پر نازاں ہیں یوں ہی حامیان پردہ پردہ دری کے مفاسد
کو دیکھکر کل کو اپنی رائے کی صحت پر نازاں ہونگے جبکہ ہندوستان علانیہ زنا
اور فسق و فجور کیوجہ سے رشک یورپ ہوگا اور نہ ہندوستان میں کوئی صحیح
النسب ملیگا اور نہ کوئی شریف اور اس سے زیادہ اوسوقت خوش ہونگے جبکہ
مرنے کے بعد ان ظالموں کو انکی بغاوتوں کی سزا دیجائیگی اور ان کو انکی حریت اور

تمدن کا مزہ چکھایا جاوے گا۔ الغرض نہ مسلمانوں کو انگریزی کی مخالفت پرپچھتانے کی کوئی وجہ اور نہ پردۂ مروجہ کی حمایت پر۔ اگر بد دینوں نے انگریزی کے باب میں علمار کی مخالفت کی تو اپنا ہی ضرر کیا علمار کا کچھ نہیں بگاڑا اسی طرح اگر وہ اب پردہ کی مخالفت کریں گے تو بھی اپنا ہی نقصان کریں گے اور علمار کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے رہی یہ بات کہ علمار اگر کسی معتدل بات پر متفق ہو جاویں تو اس فتنہ کی آگ رُک سکتی ہے سو یہ بھی غلط ہے کیونکہ جن باتوں پر علمار متفق تھے ان میں اہل ہوی نے کب ان کا ساتھ دیا اسی طرح اگر پردہ کے باب میں وہ متفق ہو جاویں تو جن کے دماغوں میں حریت، کی ہوا بھر چکی ہے اور جن کو آزادی کی چاٹ لگ گئی ہے وہ علمار کے فتوے کو کب مانیں گے ایسی حالت میں علمار کو حق پر قائم رہنا لازم ہے خواہ اہل اہوائے ان کے ساتھ موافقت کریں یا مخالفت علمار صحیح راستہ بتانے کے ذمہ دار ہیں اور لوگوں کے عمل کے ذمہ دار نہیں۔ ولئن اتبعت اھواءھو بعد الذی جاءك من العلو مالك من اللہ من ولی ولانصیر۔

اب ہم مضمون نگار کی اوس رائے کی حقیقت ظاہر کرتے ہیں جس کو اُس نے خیر الامور اوسطھا کہا ہے اور کہتے ہیں کہ مضمون نگار کا مقصود یہ معلوم ہوتا ہے کہ نہ عورتوں کو اتنا مقید کیا جاوے کہ وہ گھروں کے اندر محبوس رہیں اور نہ اتنا آزاد کہ کھلے بندوں پھریں بلکہ ان کو برقع میں لپیٹ کر آزادی دی جاوے جیسے مسٹر محمد علی آزاد ہیں لیکن اس میں اوّل تو یہ کلام ہے کہ یہ تجویز

آپ نے قانون شرعی کی بنار پر کی ہے یا اپنی ذاتی رائے سے اگر
آپ نے یہ تجویز کسی شرعی قانون کی بنار پر کی ہے تو اوس کو
پیش کیا جاوے اور اگر ذاتی رائے سے کی ہے تو آپ کو کیا حق ہے
کہ آپ دین الٰہی میں اپنی رائے کو دخل دیں اور اگر آپ نے یہ تجویز
خیر الامور اوسطہا سے استنباط کی ہے تو پھر ہمیں منتظر
رہنا چاہیئے کہ آپ ایک دن توحید خالص کو افراط اور شرک ہنود
کو تفریط قرار دیکر عیسائیوں کی تثلیث کو خیر الامور اوسطہا
قرار دیں گے۔ اے اللہ کے بندو تم کیوں خدا کے دین کے پیچھے پڑے
ہو اور تم نے کیوں اس کی تباہی کا بیڑا اٹھا رکھا ہے اگر تم درحقیقت
اسلام سے گھبرا گئے ہو اور تم کو خدا کے قوانین کماہی (حقیقت ۱۲) تسلیم نہیں
تو صاف اپنے ارتداد کا اعلان کر دو۔ دوسرے مسلمان تو تمہارے
شر سے بچ جائیں گے۔ اسلام کا دعوی کرنا اور خدا کے دین کو
ظلم اور جبر اور خلاف مصلحت بتلا کر اوس کی تحریف کرنا بالکل انسانیت
کے خلاف ہے۔ ہم صاف کہتے ہیں کہ پردہ مروجہ بھی اوس پردہ
سے گرا ہوا ہے جس کو شریعت لازم کرتی ہے کیونکہ اوس میں بہت
سے غیر محرموں سے پردہ نہیں کیا جاتا جیسے چچا زاد بھائی۔ ماموں زاد
بھائی اور نہ جن سے پردہ کیا جاتا ہے ان سے پردہ میں کافی احتیاط
برتی جاتی ہے۔ اس لئے شرعاً اوسے اور سخت کرنے کی
ضرورت ہے اور اس میں کوئی تخفیف نہیں ہو سکتی پردہ سے
شریعت کا مقصود عفت ہے پس جو طریق ایسا اختیار کیا جاوے
جس میں عفت پر برا اثر پڑے وہ شرعاً ناجائز ہے خواہ عورتیں

کھلے منہ پھریں یا برقعہ اوڑھ کر کیونکہ جب کوئی عورت برقع اوڑھ کر غیر مردوں کے ساتھ اختلاط کریگی اور ان سے بے تکلف باتیں کریگی تو اوّل تو مرد اس کی ذاتی حیثیت کو (کہ خوبصورت ہے یا بدصورت جوان ہے یا بوڑھی وغیرہ) خود نظر سے اور انداز گفتگو سے بھانپ لیں گے اور اگر بالفرض نہ بھانپ سکیں تو وہ ان باتوں کے معلوم کرنے کی کوشش کریں گے جس سے عفت خطرہ میں پڑجاویگی۔ دوسرے خود عورتیں برقع کی جالی سے مردوں کو دیکھیں گی اور چونکہ عورتوں میں بھی جذبات شہوانی ہوتی ہیں اس لئے جو مرد انہیں پسند ہوگا اوس کے پھانسنے کی وہ خود کوشش کریں گی اور جب عورتیں خود طالب ہوں گی تو ایسی حالت میں ظاہر ہے کہ برقع کیا کام دے سکتا ہے اس لئے برقع کے ساتھ عورتوں کو مردوں کی ساتھ ربط ضبط اور خلا ملا کی اجازت دینا ضرور شرعی مقصد کے خلاف ہے اور وہ بھی بے پردگی میں داخل ہے اسی وجہ سے جس طرح شارع نے مردوں کو غیر محرم عورتوں کے دیکھنے سے منع کیا ہے یوں ہی اُس نے عورتوں کو بھی غیر مردوں کے دیکھنے سے روکا ہے چنانچہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے امہات المؤمنین کے اس سوال کے جواب میں کہ ابن ام مکتوم نابینا ہیں وہ ہم کو نہیں دیکھ سکتے اس لئے اُن سے پردہ کی کیا ضرورت ہے۔ فرمایا تھا کہ وہ نابینا ہیں تم تو نابینا نہیں ہو۔ پس اگر وہ تم کو نہ دیکھیں گے تو تم تو اونہیں دیکھوگی پھر پردہ کیا ہوا۔ اس سے شرعی پردہ کی حقیقت خوب واضح ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

اور صحابہ رضؓ اور ان کے بعد کے مسلمانوں سے کہیں منقول نہیں کہ وہ اپنی بیبیوں
اور رشتہ داروں کو برقع اڑھاکر اپنے ساتھ لیئے پھرتے ہوں اور ان کو
مردوں کے مجمع میں شریک کرتے اور ان سے لیکچر دلاتے اور تقریں کراتے
اور دوست آشناؤں سے ملاقاتیں کراتے ہوں پس اگر شرعی پردہ وہ
ہوتا جس کو آج خیر الامور اوسطہا کہا جاتا ہے تو کوئی وجہ نہ تھی
کہ یہ حضرات عورتوں کو اس طرح مقید کرتے اور آزاد خیالوں کے
خیال کے موافق ان پر ظلم کرتے۔ دیکھو جب جہاد سے واپسی میں واقعہ
افک (تہمت) پیش آیا ہے اوس میں جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے
ساتھ حضرت عائشہ رضؓ تھیں مگر برقع پہنے ہوئے اور آزادانہ نہ
تھیں بلکہ آجکل کی عورتوں کی طرح محمل[5] میں تھیں۔ اسی طرح جنگ
جمل میں بھی حضرت عائشہ برقع پوش نہ تھیں بلکہ محمل میں تھیں اگر
اس زمانہ میں برقع پہنکر آزادانہ پھرنے کی اجازت ہوتی تو محمل
کی کیا ضرورت ہوتی اور اس زمانہ میں برقع پہنکر شہروں میں اور جنگلوں
میں اور مجمعوں میں عام طور پر پھرنا کیوں نہ منقول ہوتا اس سے صاف
ظاہر ہے کہ جو حقیقت شرعی پردہ کی آج بتائی جا رہی ہے وہ وہ ہے
جس سے نہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم واقف تھے نہ صحابہ

---

۵ اور حسب تصریح حدیث بخاری محمل کو چند آدمی اونٹ پر رکھدیتے تھے
اور اوتارنے کے وقت اوتار لیتے تھے اور حضرت صدیقہ رضؓ اوسی میں رہتی تھیں
اور یہی سبب واقعہ افک کا پیش آیا کہ حضرت صدیقہ رضؓ قضائے حاجت کے
لئے محمل سے باہر پردہ کی جگہ تشریف لے گئیں تھیں ادھر قافلہ روانہ ہونے لگا۔
صحابہ رضؓ نے ان کے محمل کو یہ سمجھکر اونٹ پر رکھدیا کہ حضرت صدیقہ رضؓ اس میں موجود ہیں

نہ تابعین اور نہ ائمہ مجتہدین اور نہ دوسرے مسلمان پھر علماء اس کو شرعی پردہ قرار دیکر اوس کے جواز کا فتویٰ کیونکر دے سکتے ہیں

صاحبو! جرائم ہمیشہ سے ہوتے رہے ہیں چنانچہ لوگ چوری بھی کرتے ہیں شراب بھی پیتے ہیں۔ زنا بھی کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ سو اگر تم کو بھی جرائم کا شوق ہے تو شوق سے کرو مگر خدا کے لئے قانون الٰہی کو نہ بدلو اور جرائم کو خدا کے قانون میں داخل نہ کرو بلکہ جرم کو جرم سمجھو۔ اپنے کو گنہگار سمجھو دوسروں کو بددینی کی دعوت نہ دو ایسا کرنے سے تم مسلمان رہ سکتے ہو اور قانون الٰہی کی تحریف کر کے جرائم کو قانون خداوندی میں داخل کر کے خدا کو نعوذ باللہ جاہل سمجھکر دوسروں کو خدا کے دین سے روک کر تم مسلمان نہیں رہ سکتے

تمت الضمیمۃ وبتمامھا تمت الفتویٰ بجمیع اجزائہا ولواحقہا +

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۵)

صدیقہ رض واپس آئیں تو قافلہ روانہ ہوچکا تھا۔ حضرت صدیقہ رض کا اس طرح سفر میں محمل کے اندر رہ کر اونٹ پر سوار ہونا اور اترنا ہمارے زمانہ کی مروجہ ڈولی کے لئے اصل عظیم ہے ۱۲ محمد شفیع دیوبندی عفی عنہ

مختصر فہرست کتب دار الاشاعت دیوبند ضلع سہارنپور

مکتبہ دار الاشاعت دیوبند بحمد اللہ چھتیس ۳۶ سال سے علماء و بزرگانِ دیوبند خصوصاً مفتی اعظم حضرت مولانا محمد شفیع صاحب مفتی دیوبند کی سرپرستی میں علوم دینیہ اور علماء دیوبند و دیگر علماء حقانی کی تصانیفِ مفیدہ کی اشاعت میں مصروف ہے اس عرصہ میں سیکڑوں کتب مفیدہ اس نے شائع کی۔ کتب قدیمہ کے علاوہ ہر وقتی ضرورت کیلئے اس میں جدید تصنیف کا بھی اہتمام بقدر وسعت کیا جاتا ہے۔ موجودہ جنگ نے بہت سی کتابوں کو نایاب یا کمیاب بنا دیا۔ یہ مکتبہ ایسی کتابوں کی دوبارہ اشاعت میں پوری اشاعت کر رہا ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ اس وقت سامانِ طباعت بلکہ ہر چیز کی قیمت تقریباً چوگنی ہوگئی ہے۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ کتاب کی قیمت بھی اسی تناسب سے بڑھتی لیکن مکتبہ نے باوجود محنت شاقہ اور صرفِ کثیر کے کسی کتاب جدید الطبع کی قیمت دوگنے سے نہیں بڑھائی اور قدیم الطبع میں بعض کی قیمت بالکل بدستور سابق رکھی ہے۔ مکتبہ کی مختصر فہرست یہ ہے جس میں حالیہ قیمتیں درج ہیں:-

شمائل شریف کا رڈ سائز

دار الاشاعت نے اس شمائل کو نہایت اہتمام سے شائع کیا ہے اس کی خصوصیات حسب ذیل ہیں۔ (۱) تقطیع نہایت موزوں و خوشنما $\frac{۲۰\times۲۶}{۱۶}$ یعنی طول پونے سات انچ عرض سوا چار انچ سفر و حضر میں ساتھ رکھنے کے قابل۔ (۲) کتابت مولانا اشتیاق احمد صاحب دیوبندی کی ہے جو آجکل نسخ کی کتابت میں بےنظیر مسلم ہیں۔ باوجود تقطیع چھوٹی ہونے کے ایک ایک حرف علیحدہ علیحدہ موتی کی طرح چمکتا ہوا ہے۔ ہر حرف کا اعراب اُسی حرف پر ہونے کا اہتمام کیا گیا ہے۔ کمال یہ ہے کہ بڑی تقطیع کے جلی قرآن مجید کا کام دیتی ہے۔ ضعیف البصر آدمی بھی اچھی طرح پڑھ سکتا ہے۔ (۳) تصحیح متعدد علماء دیوبند اور بہت سے حفاظ نے نہایت اہتمام سے کی ہے خدا کے فضل پر بھروسہ کر کے کہا جاسکتا ہے کہ اس میں کوئی غلطی نہیں چھوڑی گئی۔ (۴) کاغذ نہایت عمدہ اعلیٰ ہے اور طباعت نفیس کی گئی ہے جس کی وجہ سے نہایت دیدہ زیب تحفہ ہوگیا ہے۔ (۵) ابتداء میں ایک مقدمہ شامل کیا گیا ہے جس میں فضائل قرآن، آداب تلاوت اور قرآن مجید کی تلاوت وغیرہ کے متعلق احکام شرعیہ معتبر کتب فقہ سے لکھے گئے ہیں۔ (۶) ضخامت تقریباً ساڑھے سات سو صفحات کی ہوگی جو اس تقطیع کے لحاظ سے نہایت موزوں ہے آجکل کی عام حمائلوں کی طرح ضخامت موزونیت سے بڑھی ہوئی نہیں۔ زیر طبع ہے عنقریب طیاری کی امید ہے......

آداب المساجد

(مؤلفہ جناب مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مفتی دیوبند) مسجد کے فضائل آداب احکام اور ان کاموں کی مفصل کیفیت جو مسجد میں ناجائز یا مکروہ ہیں مع ضمیمہ داب المساجد فی آداب المساجد از حضرت مجدد الملۃ حکیم الامۃ مولانا تھانوی ؒ ۵ـ

جیبی مناجات مقبول

(از تصانیف حضرت مجدد الملۃ حکیم الامۃ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ) مع ترمیم و اضافات قدیمہ و جدیدہ از حضرت مصنف مدظلہم جس میں قرآن و حدیث کی دعائیں ہر دینی و دنیوی مقصد کیلئے جمع کی گئی ہیں اور اس کی ساتھ مستقل چھ رسالے مندرجہ ذیل شامل ہیں

احکام الرجاء و فی احکام الدعاء — حزب البحر — اسماء بدریین — شجرات چشتیہ

سبع احزاب مثنوی — اسماء اللہ الحسنیٰ — کاغذ اعلیٰ۔ قیمت عـہ

تبلیغ دین

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ کی نہایت مفید اور مشہور کتاب اربعین کی تیس فصلوں کا نہایت عمدہ سلیس ترجمہ مع فوائد از حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب میرٹھی مدظلہم۔ یہ کتاب اصول شریعت و طریقت کا ایک جامع مرقع اور اس قابل ہے کہ کسی مسلمان کو اس کے درس سے خالی نہ چھوڑا جائے۔ قیمت عہ

مولوی معنوی

(مصنفہ حضرت مولانا سید اصغر حسین صاحب ؒ) امام العارفین حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کی مکمل سوانح عمری

سیرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم

(از تصانیف مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مفتی دیوبند)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مختصر مگر نہایت جامع اور مستند سوانحعمری نہایت سلیس عام فہم اردو میں، خصوصیت سے ایسے واقعات کا انتخاب کیا گیا ہے جو بجائے خود حقانیت اسلام اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے دلائل ہیں نیز تعداد ازدواج و مسئلہ جہاد وغیرہ پر جو مخالفین کے اوہام ہیں ان کی بھی قلعی کھولدی گئی ہے یہی وجہ ہے کہ رسالہ اس قدر مقبول خواص و عوام ہوا کہ تھوڑے ہی عرصہ میں سولہ ہزار شائع ہو چکا ہے۔ اور پنجاب، بنگال، یوپی وغیرہ کے سیکڑوں مدارس میں اس کا درس ہوتا ہے گجراتی اور سندھی اور بنگلہ زبانوں میں جو اس کے ترجمے شائع ہو چکے ہیں وہ ان کے علاوہ ہیں۔ ٹائیٹل رنگین مع فوٹو روضۂ اقدس عہ

فتاویٰ دار العلوم دیوبند

دار العلوم دیوبند کی خداداد شہرت اور اس کے فتاویٰ پر تمام ممالک اسلامیہ اور مسلمانوں کی پہنچا ہوا اعتماد اور ان کا اعتماد محتاج بیان نہیں۔ اس فتاویٰ کی خصوصیات حسب ذیل ہیں

(۱) ہر جلد کے دو حصے ہیں ایک عزیز الفتاویٰ جو مفتی اعظم عارف باللہ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تحریر فرمودہ فتاویٰ کا مجموعہ ہے۔ دوسرا امداد المفتین۔ جو مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی کے فتاویٰ کا مجموعہ ہے دونوں سلسلے ہر جلد میں اس طرح رکھے گئے ہیں کہ ہر ایک سلسلہ علیحدہ علیحدہ بھی مجلد کرایا جا سکتا ہے۔ (۲) عموماً ایسے فتاویٰ کا انتخاب کیا گیا ہے جو مفصل اور عبارات فقہیہ کے ساتھ مدلل ہیں۔ تاکہ علماء و طلباء اور اہل فتاویٰ کے لئے بھی مفید ہوں۔ (۳) ہر فتوے کیساتھ عموماً کتاب کا حوالہ اور اکثر کتاب کے جلد و صفحات بھی درج ہیں۔ (۴) ہر فتوے کا خلاصہ اس کے شروع میں ایک ممتاز سرخی کے ساتھ لکھدیا گیا ہے جس سے بآسانی مسئلہ کا حکم معلوم ہو جاتا ہے۔ قیمت فی جلد عہ مکمل آٹھ جلد للعہ

ثمرات الاوراق

:- مصنفہ مولانا مولوی محمد شفیع صاحب مفتی دیوبند۔ یعنی تاریخی۔ اخلاقی۔ اصلاحی۔ ادبی۔ فقہی دلچسپیوں کا عجیب و غریب کشکول۔ یہ رسالہ معلومات عجیبہ کا خزانہ۔ فرصت کے وقت دل بہلانیکا بہترین مشغلہ۔ اسلاف اسلام کے خاص حالات و مقالات کا مجموعہ۔ تاریخی دلچسپیوں کا مرقع ہے......

مظلوم عورتوں کی فریاد کے شرعی احکام یعنی
الحیلۃ الناجزۃ للحلیلۃ العاجزۃ

(از افادات قطب عالم مجدد الملۃ حکیم الامۃ حضرت مولانا تھانوی)

یعنی مظلوم عورتوں کی رہائی کیلئے شرعی قواعد جس میں مفقود، مجنون، عنین اور جو اپنی بیبیوں کے حقوق ادا نہ کریں اُن کی عورتوں کیلئے شرعی مخلص۔ جدید الطبع قیمت عہ

فتاویٰ البخاری مع شرح دیوبندی

(از تصانیف مقبولہ حضرت مولانا سید اصغر حسین صاحب)

اس متبرک کتاب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ فتاویٰ جمع کئے گئے ہیں جو آپ نے حضرات صحابہ کے سوالات کے جواب میں ارشاد فرمائے ہیں یہ ایک سو فتاویٰ حدیث کی مستند کتابوں سے مع حوالہ کے حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کے مطابق لکھے گئے ہیں۔ حصہ دوم میں وہ بیس استفتاء ہیں جن کے جوابات حضرات صحابہ و تابعین سے منقول ہیں۔ ہر دو حصہ کے ہر ایک استفتاء و جواب کی نہایت مفصل شرح سلیس اور عام فہم اردو میں کی گئی ہے۔ اس شرح میں عمدہ مضامین اور علمی فوائد کے علاوہ ساڑھے نو سو مسائل ضروری و کار آمد معتبر کتب شریعت سے درج کئے گئے ہیں۔ قیمت ہر دو حصہ ۱۲

مفید الوارثین مکمل (اردو) مع اضافات

جدیدہ مناسخہ وغیرہ۔ (مصنفہ مولانا موصوف رحمۃ اللہ)

میراث و فرائض کے علم کو حدیث میں نصف علم فرمایا گیا ہے اسی لئے اس فن پر ہزارہا کتابیں ہر زبان میں علماء امت لکھتے آئے ہیں۔ اردو زبان میں بھی سیکڑوں چھوٹی بڑی کتابیں موجود ہیں۔ مگر مفید الوارثین جن خصوصیات کی حامل ہے وہ یقین کیجئے کہ آپ کسی اردو کی کتاب میں نہ پائیں گے۔ معمولی استعداد کا آدمی اس کے مطالعہ سے ہزارہا مسائل بتا سکتا ہے طرز بیان ایسا دلچسپ کہ چھوڑنے کو جی نہ چاہے۔ پہلے اس میں مناسخہ کا بیان نہ تھا۔ اس مرتبہ اسکا مفصل بیان بڑھا دیا ہے عہ

الصالحات یعنی
نیک بیبیاں

یعنی چار رسالوں کا مجموعہ

مرضعۃ الرسول   زوجہ طاہرہ   صدیقہ عائشہ   بضعۃ الرسول

(مصنفہ حضرت مولانا موصوف رحمۃ اللہ علیہ) قیمت

یہ اور ہر قسم کی کتابیں ملنے کا پتہ:- کتبخانہ اشرف العلوم شعبہ دار الاشاعۃ دیوبند ضلع سہارنپور